اُردو صَرف ونحو
مولوی عبدالحق
(بابائے اردو)
انجمن ترقی اُردو ہند۔ اُردو گھر۔ راؤز ایونیو۔ نئی دہلی

اُردو صرف و نحو

(بابائے اردو)

مولوی عبدالحق

انجمن ترقی اُردو (ہند) نئی دلی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اُردو (ہند) ۴۸۸

اُردو صرف و نحو : مولوی عبدالحق

(بارھواں ایڈیشن)

سال اشاعت : ۱۹۸۱ء

قیمت : آٹھ روپے

طباعت : جے کے آفسٹ پریس دہلی

کتابت : سجاد علی نہال

انجمن ترقی اُردو (ہند) اُردو گھر نئی دلی

فہرست مضامین

اُردو صرف و نحو

تمہید

حصۂ اوّل

صَرف

اُردو صَرف و نحو

تمہید

ہم جو آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ یہی ہماری زبان ہے۔ بات چیت جو بولنے اور سُننے میں آتی ہے، یہ زبان کی ابتدائی صورت ہے۔ اس کے بعد دوسرا درجہ ان لفظوں کا ہے جو تحریر میں اور پڑھنے میں آتے ہیں۔ یعنی تحریر تقریر کی قائم مقام ہے۔

تحریر میں الفاظ مثل دوسری بے جان اشیا کے بے حس ہوتے ہیں اور جب تک کوئی شخص ان میں اپنے دماغی عمل سے رُوح نہیں پھونکتا، یہ مُردہ رہتے ہیں۔

تحریر میں لفظ کی صورت ایک ہی رہتی ہے لیکن بول چال میں اکثر اوقات لہجے اور موقع کی مناسبت سے اسی ایک لفظ کی کئی صورتیں ہو جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کے لفظ کو لیجیے۔ لکھنے میں اس کی صورت ہمیشہ یہی رہے گی لیکن بول چال میں موقع کے لحاظ سے ایک سے زیادہ صورتیں ہو جائیں گی۔ ان دو جملوں کو دیکھیے جن میں یہ استعمال ہوا ہے۔

(۱) یہ کون شخص ہے؟

(۲) اس کی میز کے نیچے سے یہ بڑا سانپ نکلا۔

ان دو جملوں میں یہ کے لہجے اور معنوں میں فرق پیدا ہو گیا ہے۔ لکھنے میں تو یہ ایک ہی لفظ ہے لیکن بولنے اور معنی کے لحاظ سے دو لفظ ہیں۔

اس لیے زبان کے قاعدے بناتے وقت پہلے بول چال کا خیال رکھنا چاہیے اور

اس کے بعد تحریر کا۔

بول چال کا کم سے کم جز جملہ ہے۔ اسی سے ایک شخص دوسرے کے دل کی بات سمجھتا ہے۔ کوئی شخص کتنی ہی کم سے کم بات کرنی چاہے تو بھی وہ جملے سے کم نہ ہوگی۔ یعنی اتنی بات کہ جس سے دوسرا آدمی اس کا مطلب سمجھ جائے۔

جملہ لفظوں سے بنتا ہے اور لفظ کا صحیح مفہوم اسی وقت معلوم ہوتا ہے جب وہ جملے میں آتا ہے۔ ورنہ یوں ایک لفظ کئی معنوں میں آسکتا ہے۔ اس لیے قواعد نویسوں نے آسانی کے خیال سے جملے کے ٹکڑے کر لیے ہیں۔ پہلے ان ٹکڑوں یعنی لفظوں سے بحث کرتے ہیں اور اس کے بعد جملوں سے۔ اس لیے اب اس کے دو حصے ہو گئے ہیں۔

پہلے حصے میں الفاظ سے بحث ہوتی ہے یعنی ان کی تقسیم اور ایک دوسرے کے ساتھ آنے سے جو ان میں تغیر و تبدل ہوتا ہے یا ان میں اضافے سے جو نئی صورت پیدا ہوتی ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسے صَرف کہتے ہیں۔

دوسرے حصے میں جملے میں لفظوں کے ایک دوسرے سے اور جُملوں کے باہمی تعلق سے بحث ہوتی ہے، اسے نحو کہتے ہیں۔

جس طرح ہر شئے کا ظاہر اور باطن ہوتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کا بھی ظاہر و باطن ہوتا ہے۔ ظاہر وہ ہے جس کا تعلق صَرف سے ہے یعنی اس میں صرف لفظ کی صورت کی تبدیلی وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے اور لفظ کا باطن اس کا مفہوم اور معنی ہیں۔ اس کی بحث نحو میں ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ تر بحث لفظ کے باطن یعنی اس کے معنی کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

حصہ اوّل

صَرف

صَرف میں الفاظ سے بحث ہوتی ہے۔ الفاظ گفتگو میں آتے ہیں اور اس کی نقل لکھنے میں کی جاتی ہے۔ لفظ جملے کا کم از کم جزو ہوتا ہے۔ ہر لفظ کے کچھ نہ کچھ معنی ہوتے ہیں جس کے اصل اور صحیح معنی بول چال یا جملے میں آنے سے معلوم ہوتے ہیں بعض الفاظ بے معنی یا مہمل بھی ہوتے ہیں لیکن ان سے تعلق قواعد سے نہیں ہے۔ قواعد میں صرف بامعنی الفاظ سے بحث کی جاتی ہے۔ لفظ کی حیثیتیں اور صورتیں مختلف ہوتی ہیں لیکن اس کی حالت اور صورت کہیں کچھ ہوتی ہے اور کہیں کچھ۔ اس لحاظ سے الفاظ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

اوّل مستقل، جو اپنی ذات سے پورے معنی رکھتے ہوں۔

دوم غیر مستقل، جو اپنی ذات سے پورے معنی نہ رکھتے ہوں، جب تک وہ کسی دوسرے لفظ کے ساتھ مل کر نہ آئیں۔

مستقل الفاظ کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) اسم، وہ لفظ ہے جو کسی جاندار یا شے یا کیفیت کا نام ہو۔

(۲) صفت، وہ لفظ ہے جس سے کسی اسم کی کیفیت یا حالت معلوم ہو۔

(۳) ضمیر، وہ لفظ ہے جو بجائے اسم کے استعمال ہوتا ہے۔

(۴) فعل، جس سے کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔

(۵) متعلق فعل، جو فعل یا صفت کے معنی میں کمی یا بیشی پیدا کرے یا اس کی کیفیت یا حالت بتا سکے۔

(۶) غیر مستقل۔ الفاظ کو حروف کہتے ہیں۔ جن کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ربط ۲۔ علت ۳۔ تخصیص ۴۔ فجائیہ

۱۔ اسم

اسم وہ لفظ ہے جو کسی کا نام ہو۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) خاص

(۲) عام

خاص۔ کسی خاص شخص یا شے یا مقام کا نام ہے، مثلاً علاء الدین۔ کلکتہ۔ گنگا۔

عام۔ وہ اسم ہے جو ایک قسم کے تمام افراد کے لیے فرداً فرداً استعمال ہو سکے، جیسے آدمی، گھوڑا، درخت، کتاب۔

اسم خاص۔ اشخاص کے اسم خاص بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً (۱) خطاب وہ نام جو بادشاہ یا سرکار دربار سے اعزازی طور پر ملتا ہے جیسے اقبال الدولہ، عماد الملک۔

(۲) لقب، ایک وصفی نام جو کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے پڑ گیا ہو۔ جیسے مرزا نوشہ لقب ہے مرزا اسد اللہ خاں غالب کا، یا کلیم اللہ لقب ہے حضرت موسیٰ کا۔

(۳) عرف وہ نام جو محبت یا حقارت کی وجہ سے پڑ جائے یا اصل نام کا اختصار لوگوں کی زبان زد ہو جائے، جیسے چھُنو، کلّو، فخرو، اچھے میاں۔

(۴) تخلّص۔ ایک مختصر نام جو شاعر نظم میں بجائے اصلی نام کے داخل کر دیتے ہیں۔ مثلاً غالب تخلّص ہے مرزا اسد اللہ خاں کا۔ حالی تخلّص ہے مولانا الطاف حسین کا۔

اس کے علاوہ ممالک، دریاؤں، پہاڑوں کے اور دیگر جغرافیائی اسما اور علوم و فنون و مذاہب وغیرہ کے نام سب اسم خاص ہوں گے۔

بعض اوقات اسم خاص اسم کی صفت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں: جیسے رستم، حاتم وغیرہ۔ مثلاً یوں کہیں کہ وہ شخص اپنے وقت کا حاتم ہے یا وہ رستم بنا ہے۔ یا فلاں شخص قیس یا فرہاد ہے یا وہ سعدی یا کالی داس ہے۔ ایسے موقعوں پر رستم سے بڑا پہلوان، حاتم سے بڑا سخی، قیس و فرہاد سے بڑے عاشق سعدی اور کالی داس سے بڑے شاعر مراد ہیں۔

اُردو میں اسم عام کئی قسم کے ہوتے ہیں۔

اسم کیفیت، اسم جمع، اسم ظرف، اسم آلہ چند قسمیں ہیں:۔

اسم کیفیت:۔ وہ ہے جس سے کوئی خاص حالت یا کیفیت معلوم ہوتی ہے جیسے سختی، روشنی، صحت، بچپن، ہنسی۔

(۱) بعض فعل سے بنتے ہیں۔ مثلاً چال چلن، گھبراہٹ۔ لین دین۔

(۲) بعض صفت سے بنتے ہیں۔ مثلاً نرمی، خوشی، کھٹائی، دیوانہ پن۔

(۳) بعض اسم سے بنتے ہیں جیسے دوست سے دوستی، لڑکے سے لڑکپن۔

(۴) اکثر عربی، ہندی، فارسی کے الفاظ اسمائے کیفیت کا کام دیتے ہیں۔ جیسے صحت، حسن، حرکت، بل، کوشش، جوش۔

(۵) ایک لفظ کی تکرار یا دو لفظوں کے ملنے سے جیسے بک بک۔ چھان بین۔ جان پہچان۔ خوشبو۔

اسم ظرف:۔ وہ اسم ہے جس میں جگہ یا وقت کے معنی پائے جائیں مثلاً گھر، میدان، جھرنا، چراگاہ، صبح، شام، سال۔

بعض علامات ایسی ہیں کہ ان کے لگانے سے اسم ظرف بن جاتا ہے۔ بعض ان میں سے ہندی ہیں اور بعض فارسی۔

ہندی علامات:۔ سال (بہ معنی جگہ) جیسے گھڑسال (گھوڑوں کے رہنے کی جگہ) ٹکسال (جہاں ٹکے یعنی سکہ بنایا جاتا ہے)، شالہ یا سالہ۔ جیسے دھرم شالہ، پاٹ شالہ، گئو شالہ۔

ستھان (فارسی ستان) دیو استھان، پرستان۔

آل، یال۔ جیسے سسرال، ننھیال، ددھیال۔

آنہ جیسے سمدھیانہ، سرہانہ۔

کا جیسے میکا۔

بعض خاص الفاظ دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر اسم ظرف کے معنی دیتے ہیں مثلاً ٹولہ سے قاضی ٹولہ۔

گھاٹ یا گھٹ، مرگھٹ، پن گھٹ، دھوبی گھاٹ۔

واڑہ، باڑہ، جیسے سید واڑہ، قصائی باڑہ۔

واڑی۔ جیسے پھلواڑی۔

دوار (دوارہ) جیسے ہردوار۔ گردوارہ، ٹھاکر دوارہ۔

گھر۔ جیسے ڈاک گھر، ریل گھر، تار گھر، ناچ گھر۔

نگر۔ جیسے احمد نگر، سری نگر۔

پور، پورہ جیسے غازی پور، شولہ پور، عثمان پورہ، سلطان پورہ۔

گڈھ۔ جیسے علی گڈھ، آسمان گڈھ۔

منڈی۔ دال منڈی، سبزی منڈی۔

فارسی علامات

خانہ۔ کتب خانہ۔ ہندی الفاظ کے ساتھ جیسے چنڈو خانہ، چڑیا خانہ، جیل خانہ، ڈاک خانہ۔

گاہ۔ چراگاہ، شکارگاہ، بارگاہ، درس گاہ۔

دان۔ چائے دان، قلمدان، عطردان۔ ہندی الفاظ کے ساتھ جیسے پان دان، صندوق، پیکدان۔

دانی (ہندیوں کا تصرف ہے) سرمہ دانی، ابٹنے دانی۔

زار۔ سبزہ زار، لالہ زار، مرغزار۔

سار، کہسار۔

سرا، جیسے کارواں سرا، مہمان سرا۔

کدہ۔ جیسے آتش کدہ۔

ستان۔ جیسے گلستان۔

آباد۔ حیدرآباد، اورنگ آباد، اکبرآباد۔

بعض اوقات فعل سے اسم ظرف بنتا ہے۔ شلاً بیٹھنا سے بیٹھک۔ پینا سے پیاؤ۔

کبھی فعل اور اسم کے ملنے سے اسم ظرف بنتا ہے۔ مثلاً بدرو۔ آب چک۔

عربی میں اسم ظرف مفعل یا مفعلہ کے وزن پر آتے ہیں۔ ان میں سے اکثر اُردو میں رائج ہیں۔ مثلاً مکتب، مدرسہ، مقبرہ، مسجد، مجلس، مرقد، مقام، مزار، محشر، مقتل، منبع، مخرج، ماخذ وغیرہ۔

اسم آلہ:۔ وہ اسم جو آلہ یا اوزار کے معنوں میں آئے۔ مثلاً چاقو، تلوار، ہتوڑا، ورانتی۔

۱۔ اسم آلہ فعل سے بنائے گئے ہیں۔ جیسے بیلنا سے بیلن، جھولنا سے جھولا، دھونکنا سے دھونکنی، جھاڑنا سے جھاڑو۔ چھاننا سے چھلنی۔ پھانسنا سے پھانسی، لٹکنا سے لٹکن، کترنا سے کترنی۔ پھونکنا سے پھکنی۔

۲۔ بعض اسم سے بھی بنتے ہیں۔ جیسے

نہنا یا نہرنی (یعنی ناخن)، ہتوڑا (ہاتھ سے)، دتون (دانت سے)

۳۔ دو اسم مل کر جیسے دستپناہ (دست پناہ)، منہال (منہ نال)

۴۔ اسما کے آگے بعض فارسی علامات یا الفاظ بڑھانے سے۔

ہ کے بڑھانے سے جیسے دست سے (دستہ) چشم سے چشمہ۔

انہ۔ جیسے انگشت سے انگشتانہ، دست سے دستانہ۔

گیر۔ جیسے کف گیر، انگلگیر، آتش گیر۔

جیسے بادکش، دودکش۔

تراش۔ جیسے قلم تراش۔

دان۔ جیسے پیچوان۔

عربی کے اسمائے آلہ جو اکثر مفعل، مفعلہ یا مفعال کے وزن پر ہوتے ہیں اُردو میں بھی

مستعمل ہیں۔ مثلاً مقراض، مشعل، منقار، مسواک، میزان، مضراب، مسطر، منبر، مشعلہ۔

عربی اسم ظرف اور اسم آلہ میں صرف یہ فرق ہے کہ اسم ظرف میں پہلے حرف یعنی میم پر زبر ہوتا ہے اور اسم آلہ میں زیر۔

اسم جمع:۔ بعض اسم ایسے ہوتے ہیں کہ صورت میں تو واحد معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں کئی اسموں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ جیسے فوج، انجمن۔ قطار۔ جھنڈ۔ اس قسم کے اسم کو اسم جمع کہتے ہیں۔

لوازم اسم

ہر اسم میں خواہ وہ کسی قسم کا ہو چند خصوصیتوں کا پایا جانا لازم ہے۔ مثلاً وہ واحد ہوگا یا جمع، مذکر ہوگا یا مؤنث۔ وہ خود کسی کام کا کرنے والا ہوگا یا دوسرے کے کام کا اثر اس پر ہوگا۔ چونکہ یہ باتیں ہر اسم میں لازمی طور پر پائی جاتی ہیں۔ اس لیے ہم نے ان کا نام لوازم اسم رکھا ہے۔ یہ تین ہیں۔

۱۔ جنس ۲۔ تعداد ۳۔ حالت

جنس۔ جنس سے مراد اسما کی تذکیر و تانیث ہے۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی دوسری غیر حقیقی (یا مصنوعی)

حقیقی دنیا میں جنس کی صرف دو ہی قسمیں ہیں یعنی نر (مذکر)، مادہ (مؤنث)

یہ تقسیم جانداروں کے لحاظ سے کی گئی ہے اور ان میں تذکیر و تانیث کی تمیز کچھ مشکل نہیں۔ بے جان چیزوں میں تذکیر و تانیث کوئی چیز نہیں۔ ان پر نر اور مادہ میں سے کسی کا اطلاق نہیں ہو سکتا یہ تو حقیقی دنیا کا حال ہے لیکن زبان کی دنیا اس سے الگ ہے۔ کسی میں جنس کی تین قسمیں ہیں۔ یعنی مذکر، مؤنث اور تیسری نہ مذکر نہ مؤنث۔ کسی میں دو یعنی مذکر اور مؤنث۔ اور بعض ایسی خوش قسمت ہیں کہ ان میں سرے سے یہ جھگڑا ہی نہیں۔

جانداروں کی تذکیر و تانیث

اُردو اور دوسری ہندی زبانوں میں جاندار اور بے جان سب ہی میں تذکیر و تانیث کا لحاظ ہوتا ہے۔ البتہ جانداروں میں یہ آسانی ہے کہ ان میں تذکیر و تانیث یعنی نر اور مادہ کا امتیاز:

آسان ہے۔ بے جان اشیاء میں چونکہ کوئی علامت تذکیر و تانیث کی نہیں ہوتی۔ اس لیے دشواری ہوتی ہے۔ اگرچہ جانداروں کے لیے بظاہر کسی قاعدے کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کی تذکیر و تانیث قدرتی اور حقیقی ہے۔ لیکن قواعد میں الفاظ سے بحث ہوتی ہے اور لفظی اعتبار سے ان کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔ علاوہ اس کے جانداروں کی تذکیر و تانیث بھی قطعی قاعدوں کے تحت نہیں آتی۔ ان میں بھی مستثنیات ہیں۔ دوسرے مذکر الفاظ سے جو مؤنث بنائے گئے ہیں، وہ بھی زیادہ تر سماعی ہیں جن کی پابندی نہ کرنے سے غلطی کا احتمال ہوتا ہے اس لیے ان کے متعلق بھی قاعدوں کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(۱) جن ہندی الفاظ کے آخر میں الف ہوگا، وہ مذکر ہوں گے جیسے:-

گھوڑا۔ لڑکا۔

اس میں فارسی کے وہ لفظ بھی آجاتے ہیں جن کے آخر میں ہائے ہوز ہوتی ہے۔ جیسے بندہ، خدا، خواجہ۔

لیکن عربی کے بہت سے ایسے الفاظ جن کے آخر میں ۃ تانیث کی ہوتی ہے اُردو میں مستعمل ہیں جیسے والدہ، ملکہ، سلطانہ۔

نیز ہندی کے وہ لفظ جن کے آخر میں یا تانیث کی علامت ہوتی ہے اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں جیسے بڑھیا، چڑیا، بندریا۔

(۲) جن ہندی الفاظ کے آخر میں یائے معروف ہوتی ہے وہ مؤنث ہوتے ہیں جیسے گھوڑی، لڑکی۔

لیکن ایسے پیشہ وروں کے نام جن کے آخر میں ی (معروف) ہوتی ہے، اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے مالی، موچی، دھوبی، گھوسی، تیلی، پجاری، تنبولی۔

یا وہ الفاظ جن کے آخر میں نسبت کی وصفی "ی" ہوتی ہے۔ جیسے پنجابی، بنگالی، شاستری، دہلی، افیونی۔

اسی طرح بعض عربی کے الفاظ جیسے منشی، قاضی وغیرہ۔

یہ سب اس قاعدے کے تحت نہیں آتے۔

(۳) یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ مذکر کے آخری الف یا ہ کو یائے معروف سے بدل دینے سے مؤنث بن جاتا ہے جیسے گھوڑا سے گھوڑی، لڑکا سے لڑکی۔ یا جہاں پیشہ وروں وغیرہ کے آخر میں ی (معروف) ہوتی ہے اگر اسے ن سے بدل دیا جائے تو وہ مؤنث ہو جاتا ہے۔ جیسے مالی سے مالن، بنگالی سے بنگالن۔ لیکن جہاں آخر میں الف یا ی نہ ہو، وہاں مشکل پڑتی ہے۔ اس لیے جس جس طرح زبان میں مذکر سے مؤنث بنے ہیں، خواہ آخری حرف کے بدلنے سے یا کسی لفظ کے بڑھانے سے ان میں سے اکثر کو الگ الگ لکھ دیا گیا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۴) جانداروں میں تذکیر و تانیث کی دو صورتیں ہیں۔ اوّل مذکر اور مؤنث الگ الگ الفاظ ہیں، ایک کو دوسرے سے بظاہر کچھ تعلق نہیں، جیسے بیل مذکر، گائے مؤنث۔ دوم آخر علامت کے بدلنے یا آخر میں کسی حرف یا حروف کے اضافے سے مؤنث بنایا جاتا ہے۔ تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے۔

۱۔ ہر دو مختلف

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
باپ	ماں	غلام	باندی
میاں	بی بی	نواب	بیگم
بیل	گائے	مینڈھا	بھیڑ

۲۔ مختلف علامات کے ساتھ

۱۔ مذکر کے آخر کا الف یا ہ مؤنث میں ی (معروف) سے بدل دی جاتی ہے، جیسے:-

لڑکا لڑکی بیٹا بیٹی بچھڑا بچھڑی

بکرا	بکری	اندھا	اندھی	کانا	کانی
گھوڑا	گھوڑی	شاہزادہ	شاہزادی	چیونٹا	چیونٹی
بندا	بندی (باندی)[1]	مرغا	مرغی	بھانجا	بھانجی
بھتیجا	بھتیجی	چچا	چچی	پھوپھا	پھوپھی
لنگڑا	لنگڑی	لولا	لولی	بہرا	بہری

ب۔ آخر میں ی معروف کے بڑھانے سے

برہمن	برہمنی	ہرن	ہرنی	پٹھان	پٹھانی
کبوتر	کبوتری	تیتر	تیتری	چمار	چماری
سنار	سناری	لوہار	لوہاری	ماموں	ممانی

ج۔ مذکر کے آخر حرف کو ن سے بدل دینے سے یا آخری حرف کے آگے ن بڑھانے سے جیسے

مراسی	مراسن	کنجڑا	کنجڑن	مالی	مالن
نائی	نائن	جوگی	جوگن	دھوبی	دھوبن
بھنگی	بھنگن	فرنگی	فرنگن	بھائی	بہن
حاجی	حجن	دولہا	دلہن	گویا	گائن
گوالا	گوالن	پارسی	پارسن	گھوسی	گھوسن
سپولیا	سپولن	چودھری	چودھرائن	ناگ	ناگن

---

[1] باندی کا لفظ صرف غلام عورت کے معنوں میں آتا ہے اور "بندی" کا لفظ عورتیں بجائے ضمیر متکلم واحد کے بولتی ہیں جیسے مرد "بندہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

د۔ آخر حرف کو حذف کرکے یا بلا حذف نی یا انی کے اضافے سے

شیر	شیرنی	بنیا	بنین
اونٹ	اونٹنی	راجا (راجہ)	رانی
استاد	استانی[1]	سور	سورنی
ہاتھی	ہتھنی[2]	فقیر	فقیرنی
مور	مورنی	جیٹھ	جٹھانی
ڈوم	ڈومنی	مغل	مغلانی
ڈاکٹر	ڈاکٹرنی	دیور	دیورانی
بھوت	بھتنی	مہتر	مہترانی

ہ۔ بعض اوقات اخیر حرف میں کچھ تبدیلی کے بعد یا بغیر تبدیلی کے "یا" اضافہ کرنے سے مؤنث بناتے ہیں جیسے:۔

کتا	کتیا	بندر	بندریا	گدھا	گدھیا
چوہا	چوہیا	چڑا	چڑیا		

۵۔ بعض غیر زبانوں کے مذکر مؤنث بعینہٖ اردو میں مستعمل ہیں مثلاً بیگ مذکر، بیگم مؤنث، خان مذکر، خانم مؤنث۔

یا عربی کے الفاظ مثلاً سلطان سے سلطانہ، ملک سے ملکہ۔

۶۔ بعض اوقات مذکر اسم خاص سے بھی مؤنث بنا لیتے ہیں۔ جیسے:۔

رحیم	رحیمن	کریم	کریمن
محمد	محمدی	مراد	مرادن

---

[1] مذکر کی دال حذف کر دی گئی ہے۔ [2] ہاتھی سے الف اور ت دونوں حذف ہو گئے ہیں۔

ہیں۔ جیسے لکڑی، کوٹھی، تالی، کنجی، تلسی، روٹی، ہڈی، ڈیوڑھی، سبزی، کشتی، پریشانی۔

البتہ جی، گھی، موتی، پانی، دہی مستثنیٰ ہیں۔ یہ الفاظ سنسکرت سے آئے ہیں۔ اور ہندی میں ان کی آخری علامت بدل گئی ہے۔

(۳) زبانوں کے نام عموماً مؤنث ہوتے ہیں۔ مثلاً انگریزی، فارسی، اُردو، سنسکرت، تامل وغیرہ۔

(۴) ایسے اسماء جو آواز کی نقل ہیں مؤنث ہوتے ہیں جیسے سائیں سائیں۔ چٹ چٹ، دھڑ دھڑ وغیرہ۔

(۵) دنوں اور مہینوں کے نام مذکر استعمال ہوتے۔ دنوں میں جمعرات مستثنیٰ ہے۔

(۶) دھاتوں اور جواہرات کے نام بھی مذکر ہیں۔ چاندی البتہ مستثنیٰ ہے جیسے سونا، جست، لوہا، ٹین اور رانگ وغیرہ۔

(۷) پہاڑوں کے نام مذکر ہیں جیسے ہمالیہ، بندھیاچل وغیرہ۔

(۸) ستاروں اور سیاروں کے نام بھی مذکر ہیں۔

(۹) کتابوں کے نام اگر مفرد ہیں تو مؤنث ہوں گے بشرطیکہ آخر میں آیا ۃ نہ ہو۔ جو مذکر کی علامت ہے۔ سدرا، ساقیہ۔ لیکن مرکب ہونے کی حالت میں مضاف یا موصوف کی تذکیر و تانیث پر کتاب کی تذکیر و تانیث منحصر ہوگی۔ مثلاً بوستاں، گلستاں، پریم ساگر، رامائن مؤنث ہیں مگر قصہ حاتم طائی یا قصہ حلیمہ دائی، موازنہ انیس و دبیر مذکر ہیں۔

(۱۰) ہندی حاصل مصدر (یعنی وہ اسمائے کیفیت جو مصدر سے بنائے جاتے ہیں) اور اکثر اسمائے کیفیت جو اسی وزن پر ہوں، مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے پکار، پھٹکار، جھنکار، پچھاڑ وغیرہ۔ اُبھار، اُتار، بگاڑ مستثنیٰ ہیں۔

پھسلن، دھڑکن، گھڑچن، الجھن، لگی، اُڑان وغیرہ البتہ چلن مستثنیٰ ہے۔

بناوٹ، کھچاوٹ، نیلاہٹ، گھبراہٹ وغیرہ۔

جھک، روک، چوک، جھلک، چمک، بھڑک وغیرہ۔

لوٹ، کھسوٹ، جھوٹ وغیرہ

مٹھاس، کھٹاس، پیاس وغیرہ۔

تھکان (تکان)، پہچان، ڈھلان، اٹھان، اُٹھان۔

البتہ برتاؤ، بچاؤ کے وزن پر جو حاصل مصدر آتے ہیں وہ سب مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے دباؤ، بچاؤ، بناؤ، لگاؤ، الگاؤ، تناؤ، لداؤ، بہاؤ وغیرہ۔

دوسرے الفاظ بھی جو اس وزن پر آتے ہیں، وہ بھی مذکر ہوتے ہیں جیسے بھاؤ، سبھاؤ، اؤ وغیرہ۔

اسی طرح وہ اسمائے کیفیت جو اسم یا صفت کے آخر میں "پن" لگانے سے بنتے ہیں مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً بچپن، لڑکپن، دیوانہ پن وغیرہ۔

ہندی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں اَوْ (مجہول) یا اوں (واؤ مجہول) ہوتا ہے اکثر مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے باؤ، چھاؤں، جوکھوں، بھوں، سوں، سرسوں، کھڑاؤں وغیرہ۔

(۱۱) حروف تہجی میں ب بھ پ پھ ت ٹھ ث ج جھ چ چھ ح خ د ذ ر ڑ ز ژ ش ط ظ ف ہ ی مؤنث ہیں۔ جیم اور میم کو بعض مؤنث بولتے ہیں، بعض مذکر۔

(۱۲) ہندی مصدر مذکر استعمال ہوتے ہیں جیسے اس کا مرنا سب کو شاق گزرا۔

(۱۳) عربی کے وہ اسمائے کیفیت جن کے آخر میں ت ہوتی ہے۔ مؤنث ہوتے ہیں جیسے ندامت، عنایت، محبت، شفقت، شوکت، رخصت وغیرہ۔

(۱۴) جو عربی الفاظ افعال، افتعال، انفعال، استفعال، تفعّل، تفاعل اور تفعیل کے اوزان پر آتے ہیں وہ مذکر ہوتے ہیں۔

بروزن افعال جیسے اکرام، احسان، انعام وغیرہ باستثنائے انشا، افراط، ایذا، امداد، الحاح، اصلاح

بروزن افتعال۔ جیسے اختیار، اعتدال، اضطراب، اقتدار وغیرہ باستثنائے ابتدا، انتہا، التجا، احتیاط، احتیاج، اطلاع، اشتہا، اصطلاح۔

بروزن استفعال جیسے استغنا، استقلال، استفتا وغیرہ باستثنائے استعداد، استدعا، استمداد، استفسار

بروزن انفعال جیسے انکسار، انحصار، انقلاب، انحراف وغیرہ۔

بروزن تفعّل جیسے توکل، تکلف، تعصب، تغیر، تبدل وغیرہ وغیرہ باستثنائے توقع، توجہ، تمنا، ترشح، تفرّج، تہجد۔

بروزن تفاعل جیسے تغافل، تناثر، تلاطم وغیرہ باستثنائے تواضع۔

بروزن تفعلہ جیسے تذکرہ، تجربہ، تصفیہ، تخلیہ وغیرہ۔

(۱۵) جو عربی الفاظ مفاعلہ کے وزن پر آتے ہیں وہ مذکر ہیں جیسے مجادلہ، مشاعرہ، معائنہ، مناظرہ وغیرہ۔ لیکن یہی الفاظ یا دوسرے الفاظ جب مفاعلت کے وزن پر آتے ہیں تو مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے معاملت، مصاحبت، مشارکت وغیرہ۔

(۱۶) تمام عربی الفاظ تفعیل کے وزن پر مؤنث ہوتے ہیں جیسے تحریر، تقریر وغیرہ۔ باستثنائے تعویذ۔ لیکن جب اس کے آخر میں ہائے ہوز آتی ہے تو وہ الفاظ مذکر ہوتے ہیں جیسے تخمینہ، تعلیقہ وغیرہ۔

(۱۷) نیز وہ الفاظ عربی و فارسی جن کے آخر میں ہ اضافی ہوتی ہے اکثر مذکر ہوتے ہیں جیسے نسخہ، روضہ، شیشہ، سفینہ، شگوفہ، آئینہ، پیمانہ وغیرہ باستثنائے دفعہ، توبہ۔

(۱۸) عربی اسمائے ظرف مذکر ہوتے ہیں جیسے مکتب، مسکن، مقام، مشرق، مغرب وغیرہ باستثنائے مجلس، محفل، مسجد، مسند وغیرہ۔

(۱۹) اسمائے آلہ بروزن مفعال اکثر مؤنث ہوتے ہیں۔ جیسے مقراض، میزان وغیرہ باستثنائے معیار، قیاس۔

لیکن بروزن مفعل اکثر مذکر ہوتے ہیں جیسے منبر، مصقل وغیرہ باستثنائے مشعل، مگر بروزن مفعلہ ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں جیسے منطقہ، مصقلہ وغیرہ۔

(۲۰) تمام فارسی حاصل مصدر جن کے آخر میں ش ہے مؤنث ہوتے ہیں جیسے دانش، خواہش، بخشش وغیرہ، جوشش، نوش، خروش مستثنیٰ ہیں۔

(۲۱) مرکب الفاظ جو دو لفظوں سے مل کر بنتے ہیں خواہ بلا حرف عطف یا مع حرف عطف ان کی تذکیر و تانیث میں بھی اختلاف ہے۔

(ا) جو لفظ دو افعال یا ایک اسم اور ایک فعل سے مل کر بنتے ہیں وہ اکثر مؤنث ہوتے ہیں جیسے آمد و رفت، زد و کوب، نشست و برخاست، شست و شو، قطع و برید، تراش خراش، تگ و دو، آمد و شد، خرید و فروخت، بود و باش، دار و گیر، شکست و ریخت، داد و دہش، کم و کاست، باستثنائے سوز و گداز، بند و بست، ساز و باز۔

(ب) اگر ان میں ایک مؤنث اور دوسرا مذکر ہے (مع حرف عطف یا بلا حرف عطف) تو فعل کی تذکیر و تانیث آخری لفظ کے لحاظ سے ہوگی، جیسے آب و ہوا، ظلم و زیادت، آب و غذا، آب و گل، کشت و خون، تاخت و تاراج، عنایت نامہ، سالار منزل، خلوت خانہ وغیرہ۔ پیچ و تاب مستثنیٰ ہے۔ مگر جب دو لفظ مل کر ایک لفظ ہو جائیں اور خاص معنوں میں آئیں تو یہ لحاظ نہیں رہتا جیسے گل شکر مذکر ہے۔

(ج) جب لفظ کے دونوں جز مذکر ہوں تو مذکر اور دونوں مؤنث ہوں تو مؤنث ہوگا جیسے آب و رنگ، آب و دانہ، آب و نمک، گل قند مذکر استعمال ہوتے ہیں، اور آب و تاب، جستجو، گفتگو مؤنث ہیں، مگر شیر برنج مستثنیٰ ہے، حالانکہ دونوں جز مذکر ہیں، پھر بھی مؤنث ہے۔ نے شکر (نیشکر)، جس کے دونوں جز مؤنث ہیں مذکر آتا ہے۔

(۲۲) جن الفاظ کے آخر میں بند، آب (سوائے مہتاب کے جس کے معنی ایک قسم کی آتش بازی کے ہیں)، بان، دان، شان، ساز، زار ہوتا ہے وہ اکثر مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے سینہ بند، پاسبان، گلاب، پیچوان اور گلستان، بوستان (باستثنائے نام کتب معروفہ) کہسار، لالہ زار وغیرہ۔

(۲۳) جن الفاظ کے آخر میں گاہ ہوتا ہے وہ مؤنث ہوتے ہیں جیسے بندرگاہ، تعلیم گاہ وغیرہ۔

(۲۴) بعض الفاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بعض معنوں میں مذکر ہیں اور بعض معنوں میں مؤنث، جیسے گزر (مذکر، گزرنے کا حاصل مصدر) جیسے میرا گزر وہاں ہوا، گزر (مؤنث، بمعنی گزر اوقات)،

جیسے اس میں میری گزر نہیں ہوتی۔

تکرار (مؤنث) بحث اور جھگڑے کے معنی میں جیسے میری اس سے تکرار ہوگئی۔

تکرار (مذکر) کسی لفظ کے مکرر لانے کے معنوں میں جیسے اس لفظ کا تکرار فصیح نہیں۔

آب۔ پانی کے معنوں میں مذکر۔

آب۔ صفائی یا چمک کے معنوں میں مؤنث، جیسے موتی کی آب۔

مد۔ جزر کی ضد، جیسے دریا کا مد (مذکر)۔

مد۔ جب اس خط کے معنوں میں ہو جو حساب میں یا عرضی پر کھینچا جاتا ہے تو مؤنث ہے۔ بعض نے مذکر بھی لکھا ہے۔

مد۔ نوکری یا حساب کے میغے کے معنوں میں مؤنث۔ جیسے روپیہ کونسی مد سے دیا جائے۔

مد۔ الف ممدودہ کا مذکر ہے۔

ترک۔ (عربی) بمعنی دست برداری مذکر ہے۔

ترک۔ (مؤنث) صفحہ کے آخر میں آئندہ صفحہ کی عبارت کا پہلا لفظ جو اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ورقوں کے ملانے میں آسانی ہو۔ جیسے اس صفحہ کی ترک نہیں ملتی۔

عرض۔ (مذکر) طول کی ضد جیسے میری یہ عرض ہے۔

تال۔ تالاب کے معنوں میں مذکر۔

تال۔ وزن موسیقی کے معنوں میں مؤنث۔

نال۔ بندوق کی نلی (مؤنث)، نال۔ ناف کے معنوں میں مختلف فیہ۔

نال۔ گھانس وغیرہ کی ڈنڈی (مؤنث)

نال۔ لکڑی یا پتھر کا گٹا جو پہلوان اٹھاتے ہیں۔ مذکر۔

بیل۔ ایک خاص پھل کے معنوں میں مذکر۔

بیل۔ باقی سب معنوں میں مؤنث۔

لگن۔ بمعنی ظرف یعنی طاس شمع، مذکر۔

لگن۔ بمعنی لگاؤ، مؤنث۔

مغرب۔ بمعنی مقام غروب مذکر۔

مغرب۔ بمعنی وقت شام، مؤنث۔

۲۵۔ عربی الفاظ کی جمع جب عربی قواعد کی رو سے آتی ہے تو اس کی تذکیر و تانیث میں صرف یہ یاد

رکھنا چاہیئے کہ جو حالت واحد کی ہے وہی جمع کی ہوگی مثلاً نسبت، مجلس اور مسجد مؤنث ہیں تو ان کی جمع اشیاء، مساجد اور مجالس بھی مؤنث ہوں گی۔ چند الفاظ البتہ مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً اگرچہ معرفت، حقیقت، قوت، شفقت مؤنث ہیں مگر ان کی جمع معارف، حقائق، قویٰ اور اشفاق مذکر مستعمل ہیں۔ بعض حضرات خصوصاً اہل لکھنؤ ہر عربی جمع کو خواہ وہ مؤنث ہی کی جمع کیوں نہ ہو مذکر ہی بولتے ہیں جیسے مساجد بن رہے ہیں۔ مجالس ہو رہے ہیں۔ لیکن مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو عربی الفاظ کی جمع بھی اُردو قاعدے ہی سے بنائے جائیں جیسے مسجدیں بن رہی ہیں۔ مجلسیں ہو رہی ہیں۔

چند الفاظ ایسے ہیں جنہیں اہل زبان مذکر و مؤنث دونوں طرح بولتے ہیں یا بعض الفاظ ایسے ہیں کہ وہ ایک جگہ مؤنث بولے جاتے ہیں اور دوسری جگہ مذکر، جیسے سانس، قلم، فکر، غور، طرز، نقاب، مرقد، شکر، تند، کمار، درود، فاتحہ، ککک، کیت، جھونک، سیل، بن، گزند، نشاط، زنار، متاع، توحش، گیند، ماہ۔ اور حروف تہجی میں میم اور جیم۔

تعداد اور حالت

اسم عام یا تو ایک ہوگا یا ایک سے زیادہ۔ اسی کو تعداد کہتے ہیں۔

ایک کو واحد اور ایک سے زیادہ کو جمع کہتے ہیں۔

اُردو میں سوائے ان الفاظ کے جن کے آخر میں الف یا اس کا کوئی ہم آواز حرف (ہ یا ع) ہوتا ہے۔ مذکر کی صورت واحد اور جمع میں یکساں رہتی البتہ حروف ربط کے آجانے سے جمع کی صورت میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان صورتوں کے علاوہ خاص جمع کی غرض سے جو تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ مؤنث ہی میں ہوتی ہیں۔

ذیل کے قاعدوں اور گردانوں میں ان سب تبدیلیوں کی تصریح کی جاتی ہے۔

اس کی ہم نے دو قسمیں کی ہیں۔ ایک صورت تو وہ ہے جب اسم بغیر کسی حرف ربط کے آئے، دوسری صورت وہ ہے جب اسم کے بعد کوئی حرف ربط ہو۔

پہلے ہم ان تبدیلیوں کو بیان کریں گے جب کہ اسم کے ساتھ کوئی حرف ربط نہیں ہوتا۔

۱۔ جن واحد مذکر الفاظ کے آخر میں ا یا ہ ہے جمع میں یہ ا یا ہ یائے مجہول سے بدل جاتی ہے

جیسے:۔

واحد	جمع	واحد	جمع
لڑکا	لڑکے	پردہ	پردے

مثالیں۔ لڑکا آیا ہے لڑکے آئے۔ پردہ اُٹھا، پردے اُٹھے۔

جن الفاظ کے آخر میں ایسی ہ ہوتی ہے جو الف کی آواز دیتی ہے، وہ فارسی عربی ہوتے ہیں جیسے بندہ، دیوانہ، بچہ، دانہ، درجہ، جلسہ۔

ہندی لفظوں کو الف ہی سے لکھنا چاہیئے لیکن رسم خط کی وجہ سے بعض نام ہ ہی سے لکھے جانے لگے ہیں۔

جیسے، آگرہ، کلکتہ وغیرہ

بعض واحد مذکر لفظ جن کے آخر میں الف ہوتا ہے جمع میں ا سے ے نہیں بدلتے۔

(۱) اس میں سے کچھ لفظ تو ایسے ہیں جو خالص سنسکرت کے ہیں اور نہیں بدلتے۔

جیسے راجا، داتا وغیرہ

(ب) رشتہ داروں کے نام، ابا، چچا، تایا، دادا، پھوپھا، آقا، پتا وغیرہ۔

(ج) فارسی کے اسم فاعل جیسے دانا، بینا، آشنا، شناسا۔

(د) غیر زبانوں کے بعض اسم جیسے دریا، ہوا، صحرا وغیرہ

(۳) جن واحد مذکر الفاظ کے آخر میں الف یا ہ نہیں ہوتی ان کی واحد اور جمع میں ایک ہی صورت رہتی ہے۔ جیسے:

واحد	جمع	واحد	جمع
بھائی آیا	بھائی آئے	بیل آیا	بیل آئے
گھر بن گیا	گھر بن گئے	لڈو کھایا	لڈو کھائے

(۴) جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں الف اور نون غنہ (ں) ہوتا ہے ان کی جمع میں

واحد کا الف ئی سے بدل جاتا ہے۔ جیسے دھواں، دھوئیں، رواں، روئیں۔

مؤنث الفاظ کی جمع مذکر سے مختلف طرح پر بنتی ہے۔ ذیل کے بیان سے اس کی کیفیت معلوم ہوگی۔

۱۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں ی (یائے معروف) ہو ان کی جمع کے لیے ی کے بعد (اں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لڑکی سے لڑکیاں، گھوڑی سے گھوڑیاں، کرسی سے کرسیاں۔

۲۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں الف ہوتا ہے جمع میں اس کے بعد (ئیں) بڑھا دیتے ہیں جیسے گھٹائیں، مائیں، سبھائیں، آتمائیں، ہوائیں۔

۳۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں یا ہو ان کی جمع میں صرف (ں) بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے گڑیا سے گڑیاں، بڑھیا سے بڑھیاں، چڑیا سے چڑیاں۔

اس قسم کے لفظ اکثر اسم تصغیر ہوتے ہیں۔ ڈبیا، چوہیا، پڑیا، ٹھلیا۔

۴۔ جن مؤنث واحد الفاظ کے آخر میں ان میں سے کوئی حرف نہیں ہوتا جن کا ذکر اوپر کے تین قاعدوں میں ہوا ہے۔ تو ان کی جمع کے لیے آخر میں (یں) بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے مالن سے مالنیں، کتاب سے کتابیں، گاجر سے گاجریں، بیگم سے بیگمیں، بات سے باتیں، جورو سے جوروئیں۔

بھوں کی جمع بھوئیں ہوتی ہے۔ ہندی میں بھوں کے آخر کا نون غنہ محض اعراب کا کام دیتا ہے۔ کوئی حرف نہیں ہے اس لیے ان کی جمع اس طرح بنائی گئی ہے، گویا لفظ کے آخر میں و ہے، ں نہیں ہے۔

محض جمع کے لیے جو تبدیلیاں ہوتی ہیں، ان کا ذکر ہو چکا اب اُن تبدیلیوں کو دیکھنا ہے جو حرف ربط کے آنے سے ہوتی ہیں۔

حرف ربط یہ ہیں: نے، کا، کے، کی، کو، پر، پہ، سے، تک

۱۔ جن واحد الفاظ کے آخر میں ا یا ہ ہوتی ہے وہ ان حروف کے آجانے سے یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں۔ جیسے لڑکے نے کہا۔ پردے میں بیٹھے ہیں۔ [illegible]

لیکن ذیل کے لفظ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔

(۱) وہ ہندی لفظ جو خاص سنسکرت ہیں یا جن میں اصل سے بہت کم تبدیلی ہوئی ہے۔ جیسے راجا، گھٹا، سبھا، پوجا، بھاکا (بھاشا)، جٹا، پتا، سیتا، داتا، ماتا، جاترا، اپتا، بیسوا، پردا، بچھوا وغیرہ۔

(ب) وہ اسم جو عزیزوں اور رشتہ داروں کے معنی میں آتے ہیں۔ جیسے چچا، ابا، دادا، خالو، نانا، پھوپھا، ماما، پتا، اتا، آپا وغیرہ۔

(ج) عربی سہ حرفی لفظ جیسے ریا، ربا، دعا، حیا، قضا، ہوا، بلا، زنا، صفا، غذا، شفا، رجا، سزا، جزا، وفا، جلا، ادا، خلا، بقا وغیرہ۔

(د) ایسے عربی لفظ جو سہ حرفی سے زیادہ ہیں اور جن کے آخر میں الف ہے جیسے تمنا، اخفا، التجا، انشا، اقتضا، ابتدا، انتہا، مدعا، منشا، ملجا، ماوا، وغیرہ۔

مگر ایسے عربی لفظ جو اُردو میں گھل مل گئے ہیں، اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان میں دوسرے لفظوں کی طرح تبدیلی ہوتی ہے۔ جیسے اس نے اپنے استعفے میں کوئی وجہ نہیں لکھی۔ میں اس کے تقاضے سے تنگ آگیا ہوں۔

(ہ) اسمائے خاص نیز لقب اور عہدوں کے نام جیسے:
مُلّا، خلیفہ، راجا، آقا، آغا، مرزا، رانا وغیرہ۔

(و) جغرافیائی ناموں میں بھی جن کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے تبدیلی ہو جاتی ہے جیسے آگرہ، کلکتہ، اسکندریہ، مکہ، مدینہ، کوفہ، دجلہ، گولکنڈہ، پٹنہ، کلبرگہ، اٹاوہ وغیرہ، جیسے مکے گئے، دجلے کے کنارے، پٹنے میں۔

البتہ خاص سنسکرت نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ گنگا، جمنا، متھرا، گیا، سریکا، ہمالیہ وغیرہ۔
اسی طرح دوسری زبانوں کے شہروں اور دریاؤں اور پہاڑوں کے نام بھی مستثنیٰ ہیں، جیسے بخارا، برہما، ایشیا، امریکہ، پروشیا، سندا، سینا، وغیرہ۔

۲۔ جہاں لفظ کے آخر میں الف یا ہ نہیں ہوتی وہاں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جیسے شہر میں، مالی نے، لڑکی سے، بچھو کو وغیرہ۔

۳۔ دھواں، رواں، میں اں ہوتی ان سے بدل جاتا ہے جیسے دھوئیں سے، روئیں میں، پانچواں، ساتواں، دسواں وغیرہ میں اں سے ئیں سے بدلتا ہے جیسے پانچویں کو، ساتویں سے، دسویں میں۔

۴۔ جمع کی حالت میں حرف ربط کے آنے سے یہ تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔
(ا) مذکر اسما میں جمع کے لیے آخر میں وں بڑھا دیتے ہیں۔
جیسے شہروں میں راجاؤں نے مالیوں کو۔
ایسے الفاظ جن کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے جمع کی حالت میں حرف ربط آنے سے بیچ کی ے گر جاتی ہے جیسے لڑکوں نے، پردوں میں۔

(ب) جمع مؤنث کا الف اور یای (اں) وں سے بدل جاتا ہے۔ جیسے لڑکیوں نے، دھوبنوں کو (یعنی لڑکیاں سے لڑکیوں اور دھوبنیں سے دھوبنوں ہوگیا)۔

(ج) جن الفاظ کے آخر میں واؤ ہوتی ہے خواہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث، حرف ربط کے آنے سے ان کی جمع کی صورت وہی قائم رہتی ہے یعنی آخر میں وں ہی رہتا ہے جیسے جوروؤں نے آرزوؤں میں، داؤں سے وغیرہ۔

صرف کی رو سے اسم کی یہ چند حالتیں ہیں جو جمع کی صورت میں یا حروف ربط کے آنے سے پیدا ہوتی ہیں لیکن بہ لحاظ معنی بھی اسم کی چند حالتیں ہیں، جن کا بیان نحو میں آنا چاہیے۔ مگر صرف میں بھی بعض اوقات اور خاص کر فعل کے بیان میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لیے سرسری طور سے ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تفصیلی بیان نحو میں ہوگا۔

۱۔ فاعلی۔ یہ اسم کی وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی کام کا کرنے والا ہے یا اس پر کوئی واردات واقع ہوئی ہے۔ جیسے احمد گیا۔ رام نے کھانا کھایا۔ وہ بیمار ہوگا۔

اس حالت میں اسم کے ساتھ کبھی نے آتا ہے اور کبھی بغیر نے کے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ مفعولی۔ یہ وہ حالت ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسم پر کام کا اثر واقع ہوا ہے۔ جیسے میں نے سانپ مارا۔ یہاں مارنے کا اثر سانپ پر واقع ہوا ہے۔ اس لیے سانپ مفعولی حالت میں ہے۔ اس نے احمد کو کتاب دی۔ یہاں احمد اور کتاب دونوں مفعولی حالت میں ہیں۔ میں نے رام سے کہا۔ یہاں رام مفعولی حالت میں ہے۔ جو اسم مفعولی حالت میں ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کبھی کو اور کبھی سے آتا ہے۔ اور کبھی ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں آتا۔

۳۔ ندائی۔ جس سے کسی کا بلانا ظاہر ہو' جیسے احمد یہاں آؤ۔ لڑکے! یہ کیا کرتا ہے۔ ندائی حالت میں اگر واحد مذکر اسم کے آخر میں الف یا ہ ہو تو وہ یائے مجہول سے بدل جاتے ہیں اور جمع میں آخر کا نون گر جاتا ہے۔

لڑکے شور نہ کرو۔ لڑکیو! چپ بیٹھو۔ صاحبو! غور سے سنو۔

۴۔ خبری۔ وہ اسم جو بطور خبر کے واقع ہوتا ہے۔ جیسے وہ بیمار ہے۔ حامد اس شہر کا حاکم ہے۔ ان جملوں میں بیمار اور حاکم دونوں خبری حالت میں ہیں۔

۵۔ اضافی۔ جس میں کسی اسم کو دوسرے سے نسبت دی جائے۔ یعنی ایک اسم کا علاقہ یا تعلق کسی دوسرے اسم سے ظاہر کیا جائے۔ جیسے احمد کا گھوڑا۔ یہاں گھوڑے کا تعلق احمد سے بتایا گیا ہے۔ اس لیے یہ مضاف ہے۔ اور جس سے نسبت یا علاقہ ظاہر کیا جائے اُسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اس جملے میں احمد مضاف الیہ ہے۔

حروف اضافت واحد مذکر میں کا' جمع میں کے اور واحد اور جمع مؤنث میں کی آتی ہے۔

	واحد	جمع
مذکر	احمد کا گھوڑا	احمد کے گھوڑے
مؤنث	احمد کی بٹی	احمد کی بٹیاں

۶۔ ظرفی۔ جب کسی اسم سے زمان یا مکان یعنی وقت یا جگہ کا مفہوم پایا جائے تو وہ ظرفی حالت میں ہوتا ہے۔ جیسے وہ گھر میں ہے' وہ صبح سے کام کر رہا ہے۔ وہ شام تک بیٹھا رہا۔ وہ

بالاخانے پر ہے۔ اس نے گھڑے میں سے شکر نکالی۔

ظرفی حالت میں اسماء کے ساتھ میں' سے' تک' پر' میں' سے' اوپر' نیچے' تلے' اندر' سے' کو آتے ہیں۔ بعض اوقات کوئی حرف نہیں ہوتا جیسے وہ صبح آیا۔

۷۔ طوری۔ جس سے طور' طریقہ' اسلوب' ذریعہ' سبب اور مقابلہ معلوم ہو۔ جیسے وہ شوق سے پڑھتا ہے۔ اس نے تلوار سے مارا۔ وہ مجھ سے بڑا ہے' وہ دولت سے بڑھا۔

اسماء کی تصغیر و تکبیر

تصغیر کے معنی چھوٹا کرنے کے ہیں۔ بعض اوقات الفاظ میں کچھ تھوڑا تغیر کرکے یا بعض حروف کے اضافے سے اسما کی تصغیر بنا لیتے ہیں۔

۱۔ کبھی تصغیر محبت کے لیے آتی ہے۔ مثلاً بھائی سے بھیا۔ بہن سے بہنا۔

۲۔ کبھی حقارت کے لیے جیسے مرد سے مردوا' جورو سے جوروا۔

۳۔ کبھی چھوٹائی کے لیے جیسے شیشہ سے شیشی یا شیشیا۔

اُردو میں اسماء کی تصغیر کئی طرح آتی ہے۔

۱۔ الفاظ کے آخر میں الف یا وا بڑھانے سے جیسے جورو سے جوروا' مرد سے مردوا' بھائی سے بھیا' لونڈے سے لونڈا۔

۲۔ بعض اوقات مذکر کو مؤنث بنانے سے مثلاً شیشہ سے شیشی۔ ٹوکرا سے ٹوکری۔

۳۔ بعض اوقات مختلف علامات ڑا' ڑی' لی' ولا' یا وغیرہ بڑھا دینے سے اور الفاظ میں کسی قدر تبدیلی کرنے سے جیسے:

گٹھے سے گٹھڑی' مکھ سے مکھڑا' پلنگ سے پلنگڑی۔ جی سے جیوڑا' کونڈا سے کونڈلی۔ کھاٹ سے کھٹولا۔ سانپ سے سنپولا یا سنپولیا۔ آم (آنب سے) انبیا۔

فارسی میں چہ' ک وغیرہ علامات تصغیر ہیں۔ مثلاً باغیچہ۔ مردک۔ طفلکزہ۔

بعض اوقات صفات میں زیادتی، زور یا مبالغہ پیدا کرنے کے لیے بعض الفاظ بڑھائے جاتے ہیں۔ وہ لفظ یہ ہیں:

بہت، جیسے بہت اچھا۔ تمھارا بھائی اس لڑکے سے بہت بڑا ہے۔
بڑا۔ بڑا گہرا تالاب، بڑا لمبا سانپ۔
زیادہ اچھا ہے۔ زیادہ سستا ہے۔
نہایت۔ نہایت عمدہ۔ نہایت نفیس۔
کہیں۔ یہ اس سے کہیں بہتر ہے۔
بڑا۔ اچھے سے اچھا۔
سے۔ بڑے سے

بعض اوقات (ایک) کا لفظ بھی مبالغہ کے لیے آتا ہے جیسے وہ ایک چھٹا ہوا ہے، ایک بد ذات ہے لیکن اس کا استعمال ذم کے موقع پر ہوتا ہے۔

کبھی بہت اور زیادہ مل کر بھی آتے ہیں جیسے وہ بہت زیادہ لالچی ہے۔

کبھی بدرجہا بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یہ اس سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہ اس سے ہزار درجے اچھا ہے۔

اسی طرح اعلیٰ درجے کا، اول نمبر کا، اوّل درجے کا، پہلے درجے کا، پرلے سرے کا بھی یہی کام دیتے ہیں۔ جیسے اعلیٰ درجے کا خوش نویس، اول نمبر کا چور، پرلے درجے کا بے وقوف، پرلے سرے کا احمق۔

بعض اوقات یہ اور وہ بھی صفت کی زیادتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اس کے پلنگ کے نیچے سے یہ بڑا سانپ نکلا۔ یہ ڈھیر کتابوں کا پڑا ہے۔ پانی کا وہ زور ہے کہ خدا کی پناہ۔

سے صفت کے ساتھ مقابلے کے لیے آتا ہے۔ یعنی جب ایک شے کی بڑائی کسی دوسری شے کے مقابلے میں دکھانی مقصود ہوتی ہے۔ جیسے شہد سے میٹھا، دودھ سے سفید۔ یعنی شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید۔

اسی طرح وہ مجھ سے بڑا ہے، یہ کپڑا اس سے اچھا ہے۔ جماعت میں یہ لڑکا سب سے ہوشیار ہے۔

تکبیر تصغیر کی ضد ہے جس کے معنی ہیں بڑا کرنا یا بڑھانا۔ بعض اسموں کو عظمت کے لیے کسی قدر تغیر سے بڑا یا بھاری بھرکم کر کے دکھاتے ہیں۔ جیسے پگڑی سے پگڑ، گٹھڑی سے گٹھڑ، بات سے بتنگڑ۔

کبھی شہ (شاہ) کا لفظ شروع میں لگا کر بناتے ہیں، جیسے شہتیر، شہبار، شاہ لبوط، شاہراہ، شہپر (یہ فارسی ترکیب ہے۔)

صفت

الفاظِ صفت وہ ہیں جو کسی اسم کی حالت، کیفیت یا کمیت ظاہر کریں۔

صفت ہمیشہ اسم کی حالت کو محدود کر دیتی ہے۔ مثلاً بیکار لوگ، جاہل آدمی، شریر لڑکا۔

اس کی کئی قسمیں ہیں

۱۔ صفت ذاتی ۲۔ صفت نسبتی ۳۔ صفت عددی
۴۔ صفت مقداری (۵) صفت ضمیری

صفت ذاتی۔ وہ ہے جس سے کسی چیز یا شخص کی اندرونی یا بیرونی حالت یا کیفیت ظاہر ہو۔ جیسے ہلکا، ٹھوس، سبز۔

۱۔ بعض اوقات یہ صفات دوسرے اسما یا افعال سے بھی بنائی جاتی ہیں۔ مثلاً لڑاکا (لڑنے سے)، ڈھلوان (ڈھال سے)، کھلاڑی (کھیل سے)، بلی (بل سے)، جیوٹ، لالچی، ہنسوڑ، بھگوڑا (جی، لالچ، ہنسی اور بھاگ سے)

۲۔ بعض اوقات یہ اکثر دو الفاظ سے مرکب آتی ہے مثلاً ہنس مکھ، من چلا، منہ پھٹ۔ وغیرہ۔

۳۔ بعض فارسی علامتیں عربی / ہندی الفاظ کے ساتھ آ کر صفت کا کام دیتی ہیں، جیسے ناشکرا، بے فکرا، سمجھ دار، بے چین، بے ڈھب وغیرہ۔

۴۔ فارسی عربی ذاتی صفات بھی اردو میں کثرت سے مستعمل ہیں۔ جیسے دانا، احمق، بینا، شریف، نفیس، خوب وغیرہ۔

منفی صفات ذاتی۔ اردو میں چند حروف یا علامتیں ہندی کی ایسی ہیں جن کے لگانے سے صفات ذاتی میں نفی کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے:

اَ، اَمر (نہ مرنے والا)، اَن جیسے انجان، اَن جل۔ جیسے نرمل، نراس، نڈر، بے جیسے بے دھڑک، بے سرا، بے جوڑ، ک جیسے کڑوا، کڈھب،

بَن جیسے بن سرا، بن جُتی (زمین)، نا جیسے نڈر، نکھرا

صفت نسبتی۔ صفات نسبتی وہ ہیں جن میں کسی دوسری شے سے لگاؤ یا نسبت ظاہر ہو مثلاً ہندی، عربی وغیرہ۔

۱۔ عموماً یہ لگاؤ اسما کے آخر میں یائے معروف بڑھانے سے ظاہر ہوتا ہے جیسے فارسی، ترکی، ہندوستانی، آبی، بیازی وغیرہ۔

۲۔ جب کسی اسم کے آخر میں ی یا ہ یا اُ ہو تو اسے واو سے بدل کر ی بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے دہلی سے دہلوی، سندیلے سے سندیلوی، موسیٰ سے موسوی۔ عیسیٰ سے عیسوی۔

۳۔ بعض اوقات ہ کو حذف کر دیتے ہیں جیسے مکّے سے مکی، مدینے سے مدنی

۴۔ بعض اوقات آنہ بڑھانے سے نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے غلامانہ، عاقلانہ، جاہلانہ، مردانہ۔

۵۔ ہندی میں بھی چند علامتیں ہیں جن کو اسم کے آخر میں لگانے سے صفت نسبتی بن جاتی ہے۔

را یا لا (ہندی میں را اور لا کا بدل عام طور پر ہے)۔ جیسے سنہرا، روپہلا، بچھڑا، ممیرا۔

وال جیسے گیہوال۔ آر جیسے گنوار (گاؤں سے)

لا یا لا جیسے سانولا، رنگیلا، مٹیالا، اکیلا، سنجھلا، پچھلا، اگلا۔

والا۔ جیسے کلکتے والا تاجر۔

کا۔ جیسے قیامت کا، غضب کا۔

سا۔ جیسے چاند سا۔

صفت عددی۔ جس سے تعداد کسی اسم کی معلوم ہو۔

تعداد دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جب ٹھیک عدد کسی شے کا معلوم ہو جیسے پانچ آدمی، چھ گھوڑے اسے تعداد معین کہتے ہیں۔

دوسرے جب ٹھیک ٹھیک تعداد کسی شے کی معلوم نہ ہو جیسے چند لوگ، بعض شخص، اسے تعداد غیر معین کہتے ہیں۔

۱۔ تعداد معین کی تین قسمیں ہیں۔

ایک تعداد معمولی جیسے دو، تین، چار وغیرہ کل اعداد

تعداد معین کی دوسری قسم تعداد ترتیبی ہے جس سے ترتیب یا درجہ کسی شے کا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے ساتواں، پانچواں وغیرہ۔

اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ تعداد معین کے آگے واں لگاتے ہیں۔ لیکن پہلے چار عدد اور چھ عدد اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ ان کی تعداد ترتیبی یہ ہے۔

پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، چھٹا۔

بعض اوقات اعداد کے آگے وں اظہار کلیت کے لیے بڑھا دیا جاتا ہے جیسے پانچوں، تینوں، چھؤں وغیرہ چاروں موجود ہیں۔ دونوں آ گئے۔

بعض اوقات مزید تاکید کے لیے اسے دُہرا دیتے ہیں۔ جیسے دونوں کے دونوں چلے گئے۔ ساتوں کے ساتوں موجود ہیں۔

فارسی میں عدد کے آگے میم بڑھا دیتے ہیں جیسے یکم، دوم، سوم، چہارم وغیرہ۔

تیسری قسم تعداد معین کی تعداد اضافی ہے جس میں کسی عدد کا ایک یا ایک سے زائد بار دہرانا پایا جائے۔ اردو میں کئی طرح مستعمل ہے۔

۱۔ عدد کے آگے گُنا بڑھانے سے جیسے دُگنا، تگنا، چوگنا وغیرہ۔

۲۔ چند (فارسی) کے بڑھانے سے جیسے دوچند، سہ چند، دہ چند وغیرہ۔

۳۔ ہرا بڑھانے سے جیسے دوہرا، تہرا، چوہرا۔

تعداد غیر معین کے لیے اکثر یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہیں، کئی، کچھ، تھوڑا، تھوڑے، چند، بعض، بہت، سب، کم، اتنا، جتنا وغیرہ۔

جیسے کئی کتابیں ایسی ہیں جن کا پڑھنا لازم ہے۔ کچھ لوگ ابھی تک نہیں آئے۔ بعض صاحبان کا ایسا خیال ہے۔ ادھر صرف چند مکان ہیں یہاں بہت آدمی آ گئے۔

سب کو یہاں سے اٹھا لو۔ کل مہمان آ گئے۔ اتنے آدمیوں کی سمائی کیوں کر ہو گی۔ جتنے آدمی بلائے تھے اتنے ہی آ گئے ہیں۔

بعض اوقات تعداد معین کے آگے ایک کا لفظ دینے سے تعداد غیر معین ہو جاتی ہے جیسے پچاس ایک آدمی بیٹھے تھے جس کے معنی ہوں گے تخمیناً یا کم و بیش پچاس۔ اسی طرح بیس، ایک، دو، ایک وغیرہ۔

دس، بیس، پچاس، سیکڑہ، ہزار، لاکھ، کروڑ، جمع کی حالت میں تعداد غیر معین کے معنوں میں آتے ہیں اور اس سے کثرت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے:

مجھے دسوں کام ہیں۔ اس مکان میں بیسوں (یا بیسیوں) کمرے ہیں۔ ہر روز سیکڑوں آدمیوں سے ملنا پڑتا ہے۔ ہزاروں آدمی جمع تھے۔ لاکھوں روپیہ صرف ہوگا۔

اسی طرح ان کی فارسی جمع صدہا، ہزارہا، لکھوکھا بھی انھیں معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ کسری اعداد معین تعداد بتاتے ہیں۔ زیادہ معروف ذیل میں دیئے جاتے ہیں۔

پاؤ	¼	پونے	¾
چوتھائی	¼	سوا	۱¼
تہائی	⅓	ڈیڑھ	۱½
آدھا	½	ڈھائی	۲½
پون	¾	ساڑھے	۱½

پاؤ اکثر تنہا پاؤ سیر کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اسم ہوتا ہے جیسے ایک پاؤ۔ پونے کے معنی ہیں کہ اس عدد یا مقدار میں سے ایک چوتھائی کم جیسے پونے چار یعنی سے ایک چوتھائی کم۔ پون جب تنہا بغیر دوسرے عدد کے آتا ہے تو وہ پونے کی جگہ سمجھا جاتا ہے۔

جیسے پون روٹی۔ یہ اعداد کے علاوہ مقدار کے الفاظ کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے پون گز۔

سوا کا بھی یہی استعمال ہے۔ جب یہ کسی عدد کے ساتھ آتا ہے تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ عدد اور اس کی اکائی کا ایک چوتھائی جیسے سوا دو من۔ یعنی دو من اور ایک چوتھائی۔ دو دن دس سیر، سوا سو یعنی سو اور اس کی ایک چوتھائی۔ سوا تین سو یعنی تین سو اور سو کی ایک چوتھائی (تین سو پچیس)

ڈیڑھ بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس عدد یا مقدار کا ایک آدھا گنا جیسے ڈیڑھ سو یعنی سو اور اس کا نصف (ایک سو پچاس) ڈھائی کے معنی ہیں دو اور آدھا۔ لیکن جب کسی عدد یا اسم کے ساتھ آتا ہے تو اس عدد یا مقدار کا دو اور آدھا گنا ظاہر کرتا ہے۔ جیسے اڑھائی سو۔ ساڑھے کبھی تنہا استعمال نہیں ہوتا۔ جب یہ کسی عدد کے ساتھ آتا ہے، تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ عدد یا مقدار اور نصف جیسے ساڑھے چار سیر یعنی چار اور نصف سیر یہ ایک اور دو کے عدد کے ساتھ نہیں آتا۔ ایسے موقع پر ڈیڑھ اور اڑھائی کے لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

صفت مقداری۔ اعداد جس طرح گنتی کے لیے بطور صفت کے استعمال ہوتے ہیں اسی طرح وہ مقدار یعنی تول یا ناپ کے لیے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے چار سیر گھی، پانچ گز کپڑا۔

بعض اور الفاظ بھی شمار کی طرح مقدار کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن اعداد کی طرح وہ کسی معین تعداد یا مقدار کو نہیں بتاتے ہیں جب ان کے ساتھ ایسے اسم ہوتے ہیں جن کی گنتی ہو سکے تو وہ صفت عددی ہیں اور جب ایسے اسم ہوتے ہیں جو ناپ یا تول کے معنی ظاہر کرتے ہیں تو صفت مقداری کا کام دیتے ہیں جیسے کتنے آدمی بیٹھے ہیں (تعداد) کتنا پانی پیو گے (مقدار) جتنا کھا سکو کھا لو۔ (مقدار)

آتا پانی پانی مت پیو (مقدار)، اتنے آدمی یہاں نہیں سما سکتے (تعداد)، یہاں اتنا کتنا اچھا صفتِ مقداری بھی ہیں اور صفتِ تعدادی غیر معین بھی۔

یہ الفاظ جب تعداد میں استعمال ہوتے ہیں تو ان کی جمع بھی آتی ہے لیکن مقدار میں صرف واحد استعمال ہوتے ہیں۔

اسی طرح بعض اور لفظ بھی مقدار کا کام دیتے ہیں، جیسے سیر بھر آٹا۔ چلو بھر پانی۔ وہ بہت سا پانی پی گیا۔ وہ چیز بیا کم نرخ پر دیتا ہے

صفت ضمیری: وہ ضمیریں جو صفت کا کام دیتی ہیں، وہ یہ ہیں:

وہ، یہ، کون، جو، کیا۔

مثالیں۔ وہ عورت آئی تھی۔ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ کون شخص ایسا کہتا ہے، جو کام تم سے نہیں ہو سکتا، اسے کیوں ہاتھ لگاتے ہو؟ کیا چیز گر پڑی۔

یہ الفاظ جب تنہا آتے ہیں تو ضمیر ہیں۔ اور جب کسی اسم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو صفات ہیں۔

صفات کی تذکیر و تانیث اور جمع

اُردو میں صرف انھیں صفات میں تذکیر و تانیث یا واحد جمع کا امتیاز ہوتا ہے جن کے واحد کے آخر میں الف یا ہ (جو الف کی آواز دیتی ہے) ہوتی ہے۔

اسمار کی طرح صفات کے لفظوں کے آخر کا الف بھی مذکر کی علامت ہے اور یائے معروف تانیث کی۔ البتہ جمع کی حالت میں واحد کا آخر الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے۔ مؤنث میں واحد اور جمع کی صورت یکساں رہتی ہے۔

	واحد	جمع
مذکر	اچھا مرد	اچھے مرد
مؤنث	اچھی عورت	اچھی عورتیں

فارسی اور عربی لفظ جو کثرت استعمال سے اُردو میں گھل مل گئے ہیں اس قاعدے کے تحت آجاتے ہیں جیسے سادہ سے سادی، تازہ سے تازی، دیوانہ سے دیوانی، جُدا سے جُدی۔ لیکن عمدہ سے عمدی صحیح نہیں ہے۔ جن صفات کے آخر میں الف یا یائے معروف نہیں ہوتی ان کی صورت واحد اور جمع تذکیر و تانیث میں ایک ہی رہتی ہے اور کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔

	واحد	جمع
مذکر	گرم کھانا	گرم کھانے
مؤنث	گرم روٹی	گرم روٹیاں

صفات عددی (ترتیب) میں مذکر کا آں مؤنث میں ی (معروف) اور تی سے بدل جاتا ہے۔ لیکن جب مذکر کے بعد حرف ربط آتا ہے تو الف یائے مجہول سے بدل جاتا ہے۔ مؤنث میں حرف ربط کے بعد کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مثالیں:

مؤنث: پانچویں (یائے معروف) عورت — پانچویں (یائے معروف) عورت نے

مذکر: پانچواں مرد — پانچویں (یائے مجہول) مرد نے

اُردو میں اکثر صفاتی لفظ ایسے ہیں جو تنہا بطور اسم عام کے استعمال ہوتے ہیں اور ان کی جمع بھی اسمار کی طرح آتی ہے۔ اچھا آدمی (صفت) چاہیے۔ اچھوں کو جتنا چاہیے (اسم)
یہ بنگالی لڑکا بہت ذہین ہے۔ (صفت)، بنگالی بہت ذہین ہوتے ہیں۔ (اسم)

ضمیر: وہ الفاظ جو بجائے اسم کے استعمال کئے جاتے ہیں، ضمیر کہلاتے ہیں۔ جیسے وہ نہیں آیا۔ میں آج نہیں جاؤں گا۔ ضمیر سے فائدہ یہ ہے کہ بار بار انھیں اسمار کو جو گزر چکے ہیں، دُہرانا نہیں پڑتا، اور زبان میں الفاظ کے دُہرانے سے جو بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے، وہ نہیں ہونے پاتی۔

ضمیر کی قسمیں

۱۔ شخصی ۲۔ موصولہ ۳۔ استفہامیہ ۴۔ اشارہ ۵۔ تنکیر

۱۔ ضمیر شخصی۔ وہ ہیں جو اشخاص کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

ایک وہ جو بات کرتا ہے، اسے متکلم کہتے ہیں۔

دوسرا وہ جس سے بات کی جاتی ہے۔ اسے مخاطب کہتے ہیں۔

تیسرا وہ جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے، اسے غائب کہتے ہیں۔

ضمائر کی حالتیں وہی ہوتی ہیں جو اسم کی ہیں۔ (سوائے حالت خبری کے) ہر ایک کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

ضمائر متکلم

واحد	جمع
فاعلی حالت میں	ہم
مفعولی حالت، مجھے یا مجھ کو	ہمیں یا ہم کو
اضافی حالت، میرا	ہمارا
ظرفی حالت، مجھ (میں)	ہم (میں)
طوری حالت، مجھ (سے)	ہم (سے)

ضمائر مخاطب

واحد	جمع
فاعلی حالت، تُو	تم
مفعولی حالت، تجھے، تجھ کو	تمھیں، تم کو
اضافی حالت، تیرا	تمھارا
ظرفی حالت، تجھ (میں)	تم (میں)
طوری حالت، تجھ (سے)	تم (سے)

ضمائر غائب

	واحد	جمع
فاعلی حالت، وہ		وہ
مفعولی حالت، اسے یا اس کو		ان کو یا انھیں
اضافی حالت	اس کا	اُن کا
ظرفی حالت	اس میں	اُن میں
طوری حالت	اس سے	اُن سے

اُردو ضمائر میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ ضمائر غائب میں واحد اور جمع دونوں کے لیے وہ آتا ہے اور اس میں اشخاص اور اشیا کا امتیاز نہیں ہوتا۔

تُو بے تکلفی اور محبت کے لیے آتا ہے، جیسے ماں بچے سے، گرو چیلے سے باتیں کرتا ہے یا مخاطب کی کم حیثیتی کو ظاہر کرتا ہے جیسے آقا نوکر سے باتیں کرتے وقت استعمال کرتا ہے۔ بعض اوقات بہت بے تکلف دوست بھی تو کہہ کر باتیں کرتے ہیں۔

نظم میں اکثر مخاطب کے لیے تُو لکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے لوگوں اور بادشاہوں کو بھی اسی طرح خطاب کیا جاتا ہے۔

بعد شاہان سلف کے تجھے یوں ہے تفضیل   جیسے قرآن پس توریت و زبور و انجیل

(ذوق)

دعا پر کروں ختم اب یہ قصیدہ
کہاں تک کہوں تو کہیں ہے جہاں گیر   (میر)

دعا مانگتے وقت خدا سے بھی تُو سے خطاب کیا جاتا ہے، دوسرے مواقع پر واحد مخاطب کے لیے تم بھی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ سوائے بے تکلفی کے موقع کے تم بھی اکثر نوکروں اور چھوٹے لوگوں سے خطاب کرتے وقت بولا جاتا ہے۔ ورنہ اکثر اور عموماً واحد مخاطب اور جمع مخاطب دونوں کے لیے "آپ" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

آپ تعظیماً واحد غائب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے اگر سید (فلاں) صاحب تشریف لائیں

پہنچاتے تھے مگر آپ کو کبھی ملال نہ ہوتا" یا جب کوئی شخص کسی کو دوسرے سے ملاتا ہے تو تعظیماً کہتا ہے کہ آپ فلاں شہر کے رئیس ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

ہم ضمیر متکلم جمع میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن بڑے لوگ کبھی کبھی بجائے واحد متکلم کے بھی استعمال کرتے ہیں۔ جیسے ہم نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کیوں نہیں کی گئی۔ نظم میں یہ تخصیص نہیں، وہاں اکثر واحد متکلم کے لیے آتا ہے۔ جیسے:

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے   بے نیازی تری عادت ہی سہی
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ   ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

کبھی متکلم عمومیت کے خیال سے ہم استعمال کرتا ہے۔ جیسے "ایک روز ہمیں یہ سب کچھ چھوڑنا پڑے گا۔" "ترقی کیسی ہماری حالت ہی اس قابل نہیں۔"

کبھی متکلم اپنے لیے تم کا استعمال کرتا ہے۔ جیسے "یہ چند روزہ صحبت غنیمت ہے۔ ورنہ پھر ہم کہاں تم کہاں۔ ہماری قسمت ہی بری ہے جو کام کیا بگڑ گیا۔ وہ بڑے ضدی ہیں کسی کی کیوں ماننے لگے۔ آخر ہمیں کو دبنا پڑا۔"

بعض اوقات ہم کے ساتھ دوسرے الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے ہم رعایائے سرکار، ہم شرکائے مجلس۔

ہم کا استعمال زیادہ تر اخباروں کے ایڈیٹر کرتے ہیں جو اپنے ملک کے نائب سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے ہماری رائے میں تعلیم کی اصلاح سب سے مقدم ہے۔

جب کسی جملے میں کوئی اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں ہو اور وہی مفعول بھی واقع ہو تو بجائے ضمیر مفعول کے آپ کو، اپنے تئیں یا اپنے کو استعمال کرتے ہیں جیسے "احمد آپ کو دور کھینچتا ہے یا اپنے تئیں بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ یا اپنے کو فاضل خیال کرتا ہے۔"

اسی طرح جب کوئی اسم یا ضمیر کسی فقرے میں فاعل ہے اور اس کی اضافی حالت لانی منظور ہو تو بجائے اصل ضمیر اضافی کے اپنا، اپنی یا اپنے حسب موقع استعمال ہوں گے، جیسے احمد اپنی

حرکت سے باز نہیں آتا۔ "تم اپنا کام کرو۔" "مجھے اپنے کام سے فرصت نہیں۔" "وہ خود تو چلے گئے مگر اپنا کام مجھ پر چھوڑ گئے۔" یہ اسی حالت میں ہے کہ جب فاعل ایک ہو۔ اگر فاعل الگ الگ ہیں تو اپنے کی ضمیر نہیں آئے گی بلکہ جس ضمیر کا موقع ہوگا اس کی اضافی ضمیر رکھی جائے گی۔ جیسے: "وہ تو چلے گئے مگر ان کا کام مجھ پر آپڑا۔" یہاں چلے گئے کا فاعل وہ ہے۔ اور آپڑا کا فاعل ان کا کام ہے۔ جیسے "تم تو چلے گئے مگر تمہارا کام انھوں نے مجھے سونپ دیا۔" یہاں چلے گئے کا فاعل تم ہے اور سونپ دیا کا فاعل انھوں نے۔

اپنا، اپنی اور اپنے مضاف کے لحاظ سے حسب ترتیب واحد مذکر، واحد و جمع مؤنث اور جمع مذکر کے لیے آتے ہیں۔ اگر حروف ربط میں سے کوئی مضاف کے بعد آجاتا ہے تو اپنا بدل کر اپنے ہوجاتا ہے۔ جیسے وہ اپنے کام سے غافل ہے۔ وہ اپنے حواس میں نہیں۔

دراصل ایسے فقروں میں اصل ضمیریں اپنا، اپنے، اپنی سے بدل گئی ہیں۔ مثلاً: مجھے اپنے کاموں سے فرصت نہیں۔ اصل میں تھا مجھے میرے کاموں سے فرصت نہیں۔

آپ اور اپنا دوسرے ضمائر کے ساتھ تاکید کے لیے بھی آتا ہے۔ مثلاً (حالت فاعلی میں) میں آپ گیا تھا، وہ آپ آئے تھے، ہم آپ آئے تھے، تم آپ گئے تھے۔ (حالت اضافی میں) میرا اپنا کام تھا، یہ ان کا اپنا باغ ہے۔

میرا اپنا جدا معاملہ ہے   اور کے لین دین سے کیا کام

(غالب)

فارسی کا لفظ خود بھی (جس کے معنی آپ یا اپنے کے ہیں) انھیں معنوں میں آتا ہے، جیسے انھوں نے خود فرمایا۔ خود بعض حالتوں میں زیادہ فصیح ہے۔ اور خصوصاً حالت مفعولی کے ساتھ، جیسے میں نے خود اسے دیا۔ یہاں خود کے استعمال سے ابہام پایا جاتا ہے کہ خود کا تعلق میں سے ہے یا اسے سے۔ لہٰذا اس کے رفع کرنے کے لیے ایسے موقع پر استعمال کی یہ صورت ہونی چاہیے کہ جس لفظ

ہے اس کا تعلق ہو اس کے اوّل استعمال کیا جائے۔ مثلاً اگر بیان خود کا تعلق میں سے ظاہر کرنا مقصود ہو تو یوں کہا جائے۔ خود میں نے اسے دیا؛ مگر حالتِ اضافی میں خود کا استعمال فصیح نہیں۔ ایسے موقع پر اپنا زیادہ فصیح ہے۔

ضمیر موصولہ۔ وہ ہے جو کسی اسم کے بجائے آتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے جس میں اس کے اسم کا بیان ہوتا ہے۔ جیسے وہ کتاب جو کل چوری گئی تھی مل گئی۔ آپ کے دوست جو چیک رکھ میں مجھے ملے تھے۔ پہلے جملے میں جو کتاب کے لیے اور دوسرے میں جو دوست کے لیے ہے۔ اور ساتھ کے جملوں میں دونوں اسموں کا بیان ہے۔

ضمیر موصولہ صرف جو ہے جس کے مختلف حالتیں یہ ہیں:

واحد	جمع
فاعلی حالت جو، جس نے	جو، جنھوں نے
مفعولی حالت جس کو، جسے	جن کو، جنھیں
اضافی حالت، مذکر، جس کا، مونث، جس کی	جن کا، جن کی
ظرفی حالت، جس میں	جن میں
طوری کا حالت، جس سے	جن سے

جن کو، جنھیں، جنھوں نے، جن کا، اگرچہ جمع ہیں، مگر تعظیماً واحد کے لیے بھی آتے ہیں۔ جس اسم کے لیے یہ آتی ہے اسے مرجع کہتے ہیں۔

ضمیر موصولہ ہمیشہ ایک جملے کے ساتھ آتی ہے اور دوسرا جملہ اس کے جواب میں ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کتاب جو کل خریدی تھی، جاتی رہی۔ اس میں دو جملے ہیں۔ ایک "جو کل خریدی تھی" دوسرا "وہ کتاب جاتی رہی" اس میں جو، ضمیر موصولہ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو کل آئے تھے آج چلے گئے۔

ہر حالت فاعلی میں واحد اور جمع دونوں میں یکساں استعمال ہوتا ہے۔ مگر جب فاصل

کے ساتھ آئے ہو تو واحد میں جو بدل کر جس اور جمع میں جنھوں نے ہو جاتا ہے، جس نے ایسا برا کیا۔ وہ لوگ جنھوں نے قصور کیا تھا معاف کر دیے گئے۔

کبھی مجمل کے جواب میں فقرۂ ثانی میں سو آتا ہے جیسے جو ہو سو ہو، جو چڑھے گا، سو گرے گا۔ جو تو بھی ہندی ضمیر موصولہ ہے۔ مگر اُردو میں سا کے ساتھ مل کر آتا ہے۔ جیسے ان میں سے جون سا چاہو لے لو۔ جمع میں جون سے اور واحد و جمع مونث میں استعمال ہوتا ہے۔

کبھی کہ بطور ضمیر موصولہ کے استعمال ہوتا ہے۔ یہ استعمال اکثر نظم میں ہوتا ہے، جیسے:

میں کہ آشوبِ جہاں سے تھا ستم دیدہ بہت
اس کو سمجھا غنیمت دلِ غم دیدہ بہت

آزاد

تجو، جس اور جہاں یہ تکرار بھی آتے ہیں، اس استعمال میں ضمیر کا اطلاق شخص یا شے پر فرداً فرداً ہوتا ہے، جو جو پسند ہو لے لو۔ جس جس کے پاس گیا اس نے یہی جواب دیا۔ جن جن سے توقع تھی، ان میں سے ایک نے بھی منہ نہ لگایا۔

ضمیر استفہامیہ۔ جو سوال پوچھنے کے لیے آتی ہیں، دو ہیں۔ کون اور کیا۔ کون جاندار کے لیے آتا ہے۔ کیا بے جان کے لیے۔ جیسے کون کہتا ہے، کیا چاہیے۔

کون کی مختلف حالتیں یہ ہیں:

	واحد	جمع
فاعلی حالت	کون اور کس نے	کون، کنھوں نے
مفعولی حالت	کسے یا کس کو، کس سے	کن کو، کنھیں، کن سے
اضافی حالت	کس میں	کن میں
طوری حالت	کس سے	کن سے

جیسے، کون کہتا ہے؟ کس نے کہا؟ کس کے پاس ہے؟ کس کو دیا؟ کن اب صورتِ فاعلی

یہ کبھی ضمیر کے بجائے نہیں آتا بلکہ اسم کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے کن لوگوں نے کہا؟
کس کس، کن کن اور کیا کیا بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے کس کس کو روؤں، کن کن سے کہوں، کیا کیا کروں۔

کون کون بھی بولتے ہیں۔ جیسے وہاں کون کون تھے۔
ان فقروں میں فعل کئی اشخاص یا اشیاء پر فرداً فرداً واقع ہوتا ہے اور جمع کا ہونا بتاتا ہے۔

کون سا، کون سی، کون سے، بھی بجائے ضمیر مستعمل ہے۔
اس کا استعمال یا خصوصیت کے لیے ہوتا ہے یا جب کئی چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب مقصود ہو۔ مثلاً ان میں سے کون سی چاہیئے۔ یہ اشخاص اور اشیاء دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ضمیر اشارہ۔ وہ ضمیریں جو بطور اشارہ کے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ دو ہیں۔ وہ اشارۂ بعید کے لیے، اور یہ قریب کے لیے۔ واحد اور جمع میں ایک ہی حالت رہتی ہے۔
ضمائر اشارہ اور ضمائر شخصی (غائب) ایک ہی ہیں۔ جب بطور اشارہ استعمال ہوتی ہیں تو انھیں ضمائر اشارہ کہتے ہیں جیسے یہ لوگ یا وہ۔
حرفِ ربط کے آنے سے وہ اُس سے اور یہ اِس سے بدل جاتا ہے اور جمع میں اُن اور اِن ہو جاتے ہیں۔

وہی اور یہی بھی کبھی کچھ چیز — اب دھرا کیا ہے اُس میں اور اِس میں
ایسا، ویسا بھی کبھی کبھی ضمیر اشارہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ایسا یہاں ایک بھی نہیں۔ ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے (غالب)۔ جیسا کہا ویسا سُنا۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

ضمیر تنکیر۔ وہ جو غیر معین شخص یا شے کے لیے آتی ہے۔ ضمائر تنکیر دو ہیں۔ کوئی اور کچھ۔

کوئی: اشخاص اور اشیاء دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کوئی ہے؟ کوئی نہیں بولتا۔ تم کون سی ٹوپی لوگے؟ کوئی بھی دے دو۔

کوئی کی حالتیں

فاعلی حالت	مفعولی حالت	اضافی حالت
کوئی یا کسی نے	کس کو یا کسی سے	کسی کا، کسی کی، کسی کے

کچھ ہمیشہ اشیاء کے لیے آتا ہے۔ جیسے کچھ ہے یا نہیں۔ کچھ تو کہو۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

کچھ اشخاص کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن ہمیشہ جمع میں۔ جیسے وہاں سب لوگ تھے۔ کچھ کھڑے تھے، کچھ بیٹھے تھے۔
حرف ربط کے بعد کوئی بدل کر کسی ہو جاتا ہے۔ جیسے؛

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

کسی میں کچھ نہیں۔
یہ ضمائر تکرار کے ساتھ بھی استعمال ہوتی ہیں۔ یعنی کوئی کوئی اور کچھ کچھ اس میں قلت کے معنی نکلتے ہیں۔ جیسے اب بھی کوئی کوئی نظر پڑ جاتا ہے، اگرچہ نایاب ہے مگر کسی کسی کے پاس اب بھی مل جاتی ہے۔ اب کچھ کچھ باقی ہے۔
بعض، بعضے، فلاں، چند، کئی، سب، بہت، بہتیرے بھی۔ کبھی کبھی ضمیر تنکیر کا کام دیتے ہیں۔ جیسے بعض کا خیال یہ ہے۔ بعضے یہ کہتے ہیں۔ چند باقی ہیں۔ وہ تقسیم ہو جائیں گے۔ ہمیں اس سے کیا غرض کہ فلاں یہ کہتا تھا۔ بہت آگے گئے۔ باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں بہتیرے یہ کہتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں جو اُسے نہیں مانتے۔
کبھی ایک کا لفظ بھی معنی دیتا ہے جیسے ایک نہ سُنی (کوئی بات نہ سُنی) ایک نہ مانی۔

فعل

فعل وہ ہے کہ جس سے کسی شے کا ہونا یا کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے تماشا شروع ہوا، اس نے خط لکھا، ریل چلی۔

کام کرنے والے کو یا جس سے کام صادر ہو فاعل کہتے ہیں۔ جس شخص یا شے پر کام کا اثر پڑے وہ مفعول ہے۔

فعل کی بلحاظ معنوں کے تین قسمیں ہیں۔

۱۔ لازم ۲۔ متعدی ۳۔ ناقص

فعل لازم وہ ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے اور بس۔ جیسے احمد آیا، پپیہا بولا۔

فعل متعدی وہ ہے جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے (مفعول یعنی جس پر فعل واقع ہو) جیسے احمد نے خط لکھا، یہاں 'لکھا' فعل ہے، 'احمد' اس کا فاعل اور خط (جس پر لکھنے کا فعل واقع ہوا ہے) مفعول ہے۔ سلیم نے سانپ مارا۔ اس جملے میں سلیم فاعل، مارا فعل اور سانپ (جس پر مارنے کا فعل واقع ہوا ہے) مفعول ہے۔

فعل ناقص وہ ہے جو کسی پر اثر نہ ڈالے بلکہ کسی اثر کو ثابت کرے جیسے احمد بیمار ہے۔ اس جملے میں فعل کا کرنا نہیں، بلکہ ہونا پایا جاتا ہے۔ احمد جو یہاں فاعل ہے کام کرنے والا نہیں بلکہ فعل کا سہنے والا ہے اور بیمار خبری حالت میں ہے۔ یعنی اس کی حالت کی خبر دیتا ہے۔

افعال ناقص اکثر یہ ہوتے ہیں :۔

ہونا، بننا، سکنا، رہنا، پڑنا، نکلنا، نظر آنا، دکھائی دینا۔ ان میں ہونا تو ہمیشہ فعل ناقص کے طور پر استعمال ہوتا ہے، لیکن باقی افعال کبھی لازم ہوتے ہیں اور کبھی ناقص۔ علاوہ ان کے ہو جانا، بن جانا، معلوم ہونا بھی افعال ناقص کا کام دیتے ہیں۔ جیسے وہ مکار معلوم ہوتا ہے۔ وہ پاگل ہو گیا۔

مثالیں

وہ چالاک ہے۔ احمد بے خبر تھا	فعل ناقص
وہ جاہل ہی رہا	ناقص
وہ بڑا بے وقوف نکلا	ناقص
وہ امیر بن گیا	ناقص
وہ بیمار نظر آتا ہے	ناقص
وہ ہوشیار دکھائی دیتا ہے۔	ناقص
وہ بھلا لگتا ہے	ناقص
وہ بیمار پڑا	ناقص
وہ شہر میں رہتا ہے	لازم
وہ دروازہ سے نکلا	لازم
مکان بن گیا	لازم
وہ یہاں نظر نہیں آیا	لازم
وہ مجمع میں کہیں دکھائی تو دیا تھا	لازم
مجھے پتھر لگا	لازم
کتاب وہاں پڑی تھی	لازم

چونکہ افعال ناقص میں کام کرنا نہیں پایا جاتا بلکہ ہونا پایا جاتا ہے۔ اس لیے اس کا کوئی فاعل نہیں ہوتا۔ ایسے جملوں میں جہاں فعل ناقص ہوتا ہے، اسم بجائے فاعل کے مبتدا کہلاتا ہے۔ اور دوسرا جو اس کی حالت بتاتا ہے، اسے خبر کہتے ہیں۔ جیسے اشرف بیمار ہے۔ اس جملے میں اشرف مبتدا ہے اور بیمار خبر۔

لوازم فعل

افعال میں علاوہ جنس و تعداد کے دو چیزیں اور بھی پائی جاتی ہیں۔

۱۔ طور   ۲۔ زمانہ

طور فعل وہ حالت ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کام خود فاعل سے صادر ہوا ہے یا فاعل معلوم ہونے کی صورت میں کام کا اثر کسی پر واقع ہوا۔ فعل کے طور دو ہیں۔

جب جملے میں فعل معلوم ہو تو ایسے فعل کو معروف کہتے ہیں۔ جیسے احمد نے نوکر کو مارا۔ یہاں مارا فعل ہے اور احمد اس کا فاعل ہے۔ مگر جب صرف مفعول تو معلوم مگر فاعل معلوم نہ ہو تو اسے مجہول کہتے ہیں۔ جیسے اسے خط سنایا گیا۔ یہاں سنانے والا یعنی فاعل نامعلوم ہے۔ اس لیے ایسے فعل کو مجہول کہتے ہیں۔ مجہول کے معنی نامعلوم کے ہیں۔

زمانہ: فعل کے لیے زمانے کا ہونا ضروری ہے۔ زمانے تین ہیں۔

گزشتہ، جسے ماضی کہتے ہیں، موجودہ، جسے حال کہتے ہیں اور آئندہ، جس کا نام مستقبل ہے۔ ہر فعل یا کام کا تعلق بلحاظ زمانے کے ان تینوں میں سے کسی کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔

تمام افعال مصدر سے نکلتے اور بنتے ہیں۔

مصدر: مصدر وہ لفظ ہے جس سے فعل کا اظہار تو ہوتا ہے لیکن فعل کے لوازم اس میں نہیں پائے جاتے، جیسے کرنا، ہونا، دیکھنا وغیرہ۔

مصدر کے آخر میں ہمیشہ نا ہوتا ہے۔ لیکن ہر لفظ جس کے آخر میں نا ہو مصدر نہیں ہوتا۔ مثلاً کانا، بانا وغیرہ۔ مصدر کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے کسی کام کا ہونا یا کرنا پایا جائے۔

(زمانے کے لحاظ سے افعال کی تقسیم اور ان کے بنانے کے طریقے۔)

ہر کام کی تین حیثیتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ کام جو ختم ہو چکا ہے۔ ۲۔ جو شروع ہو چکا ہے اور ختم نہیں ہوا۔ ۳۔ جو ابھی شروع نہیں ہوا۔

تمام افعال ان تین شقوں میں آجاتے ہیں۔ اب ہم زمانے کے لحاظ سے مختلف افعال کے بنانے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اس سے قبل فعل ہونا کی گردان لکھ دینی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ماضی اور حال کے اکثر افعال اسی فعل کی مدد سے بنتے ہیں۔

جنس و تعداد کے لحاظ سے کسی فعل کی تمام صورتوں کے بیان کرنے کو گردان کہتے ہیں اور گردان کا ہر جزو صیغہ کہلاتا ہے۔

ہونا کی گردان

ماضی

واحد	جمع
وہ تھا	وہ تھے
تُو تھا	تم تھے
میں تھا	ہم تھے

حال

واحد	جمع
وہ ہے	وہ ہیں
تُو ہے	تم ہو
میں ہوں	ہم ہیں

امر

واحد	جمع
تُو ہو	تُم ہو، آپ ہوں

مستقبل

واحد	جمع
وہ ہوگا	وہ ہوں گے
تُو ہوگا	تم ہو گے
میں ہوں گا	ہم ہوں گے

ماضی

افعال ماضی کی اقسام یہ ہیں۔ ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی ناتمام، ماضی شرطیہ، ماضی تمنائی، ماضی احتمالی۔

ماضی مطلق۔ وہ ہے جس سے محض ایک فعل کے گزشتہ زمانے میں واقع ہونے کی خبر ملے اور بس۔ جیسے احمد آگیا، موہن بھاگا۔

ماضی مطلق اس طرح بنتی ہے کہ مصدر کے آخر کی علامت "نا" گرا کر "ا" بڑھا دیا جائے۔ جیسے بھاگنا سے بھاگا۔ لیکن علامت مصدر گرانے کے بعد آخر میں الف یا واؤ ہو تو بجائے الف کے "یا" بڑھا دیتے ہیں۔

مثلاً رونا سے رویا، کھانا سے کھایا۔ جمع میں آخر کا الف "ے" سے بدل جاتا ہے جیسے وہ آئے، ہم آئے، تم آئے۔

جانا سے گیا، کرنا سے کیا اور مرنا سے موا بے قاعدہ ہیں۔ لیکن موا اب نہیں بولتے۔ اس کے بجائے مرا آتا ہے۔ موا صرف صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ادھ موا، موئی مٹی۔

ماضی قریب۔ گزشتہ زمانے کے ایسے کام کو بتاتی ہے جو بالکل قریب زمانے میں واقع ہوا ہے۔ جیسے وہ ابھی آیا۔ میں نے ابھی اسے خط لکھا ہے۔

ماضی مطلق کے بعد "ہے، ہیں، ہوں، ہو" بڑھا دینے سے ماضی قریب بن جاتی ہے۔ وہ آیا ہے۔ وہ آئے ہیں۔ میں آیا ہوں۔ ہم آئے ہیں۔ تم آئے ہو۔

ماضی بعید۔ جس سے فعل کا زمانۂ گزشتہ میں قطعی طور پر ختم ہو جانا پایا جاتا ہے۔ ماضی مطلق کے بعد "تھا" بڑھانے سے بنتی ہے۔ جیسے میں دلی گیا تھا۔ اس کی دوسری صورت مصدر کی علامت گرا دینے کے بعد "چکا تھا" بڑھانے سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے کام کی تکمیل زیادہ قطعی طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہ صورت اکثر اس وقت استعمال ہوتی ہے جب کہ اس سے پیشتر ایک اور کام ہو چکا ہو۔ جیسے وہ میرے آنے سے پہلے جا چکا تھا۔ میں جا کر کیا کرتا۔ اس

کا کام پہلے ہی ہو چکا تھا۔

ماضی ناتمام۔ یہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ گزشتہ زمانے میں کام جاری تھا۔ جیسے وہ لکھ رہا تھا یا لکھتا تھا۔ آخری حالت سے عادت ظاہر ہوتی ہے جس کے ظاہر کرنے کی دو صورتیں ہیں جیسے کھایا کرتا تھا، کھاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی ماضی ناتمام ایک اور طرح ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً:

کہتا رہا، کھاتا رہا، لکھتا رہا۔ اکثر یہ صورت فعل کے متواتر جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے۔ یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے جب کہ دو کام برابر ہو رہے ہوں۔ مثلاً ہر چند منع کرتا رہا، مگر وہ برابر کہتا رہا۔ بارش ہوتی رہی اور وہ بتاتا رہا۔

بعض اوقات آخری علامت حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے اس میں لڑائی کی کیا بات تھی، وہ اپنا کام کرتی، ہم اپنا کام کرتے (یعنی کرتے رہتے)، میری عادت تھی کہ پہلے لکھا، لکھا پھر پڑھنے بیٹھا (لکھتا تھا اور جاتا تھا)۔ جب کبھی وہ آتے ہزاروں باتیں سنا جاتے (آتے تھے اور سنا جاتے تھے)۔

ماضی احتمالی۔ یا شکیہ، جس میں احتمال یا شک پایا جائے۔

حالیہ تمام کے بعد ہو یا ہوگا بڑھانے سے بنتی ہے۔ جیسے آیا ہو، لایا ہو، آیا ہوگا، لایا ہوگا، آیا ہو میں احتمال کا پہلو زیادہ ہے اور آیا ہوگا میں کم۔ جیسے وہ ضرور آیا ہوگا، ممکن ہے وہ آیا ہو۔

ماضی شرطیہ۔ (یا تمنائی) جس میں شرط یا تمنا پائی جائے، علامت مصدر گرانے کے بعد "تا" بڑھانے سے بنتی ہے۔ جیسے اگر وہ آجاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ کاش اس وقت وہ یہاں ہوتا۔

بعض اوقات ماضی شرطیہ سے بھی احتمال کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ بن بلائے آجاتا۔ میرا خیال ہے کہ وہ آجاتا۔

دوسری صورت ماضی مطلق کے بعد "ہوتا" بڑھانے سے بنتی ہے۔ اگر وہ گرا ہوتا تو ضرور چوٹ آتی۔

اگر وہ پہلے ہی سنبھل گیا ہوتا، تو یہ نوبت کیوں آتی۔

کبھی یہ زمانۂ گزشتہ میں محض وقوعِ فعل کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے تمھیں کیا وہ اپنا کام کرتا یا نہ کرتا۔ اوّل میں تمھارے پاس آتا، پھر وہاں جاتا۔ یہ کیوں کر ممکن تھا۔

فعل حال

فعل حال سے زمانۂ موجود کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کی چھ قسمیں ہیں۔

مضارع۔ یہ فعل حال کی قدیم اور سادہ صورت ہے۔ اس میں علاوہ زمانہ حال کے زمانۂ آئندہ کی بھی جھلک پائی جاتی ہے۔

علامت مصدر گرا کر آخر میں یائے مجہول بڑھانے سے مضارع بنتا ہے۔ جیسے لات لائے، جمع غائب میں لائیں۔ مخاطب میں لا، لاؤ اور لائیں۔ متکلم میں لاؤں، اور لائیں۔

مضارع کا استعمال اُردو میں کئی طرح سے ہوتا ہے جسے قاعدے میں منضبط کرنا مشکل ہے۔ صحیح استعمال صرف مطالعہ اور بات چیت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ یہاں اس کی چند صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ بول چال اور روزمرہ کے فقروں میں عموماً حال کے معنوں میں آتا ہے جیسے کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ کمائیں ہم اور اُڑائیں وہ۔ کچھ ہم سمجھے، کچھ وہ سمجھے۔ کیسے مونچھوں والا بڑا سا ڈاڑھی والا۔

۲۔ ایسے شرطیہ جملوں میں جہاں شک اور احتمال پایا جاتا ہے اکثر مضارع استعمال ہوتا ہے۔ جیسے مینھ برسے تو کھیتی ہری ہو۔ اگر وہ کہے تو میں جاؤں اور وہ نہ ملے تو اس سے کیا فائدہ۔ اگر آپ یہ شرط قبول کریں تو مجھ پر بڑی عنایت ہوگی۔

کبھی شرط کے ساتھ مضارع زمانۂ آئندہ کے معنوں میں آتا ہے۔ مثلاً جب بلائیں تو آنا، جب کہیں تو لانا۔

۳۔ بعض اوقات اجازت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آپ فرمائیں تو آؤں، اجازت

ہو تو عرض کروں۔ کیا وہ جائے؟

۴۔ دعا یا تمنا کے لیے، جیسے خدا کرے وہ کامیاب ہو جائے۔ خدا تجھے برکت دے۔ عمر دراز ہو، اقبال بڑھے۔

۵۔ حیرت و تعجب اور افسوس کے لیے۔ جیسے وہ اور ایسا کرے! میں اور شراب پیوں! وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے! کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔ افسوس کہ وہ اتنی دُور آئے اور ناکام واپس جائے۔ افسوس کہ ایسا باکمال شخص اور یوں مارا مارا پھرے۔

۶۔ جب اصل جملے کے بعد دوسرا جملہ (یعنی تابع جملہ)، کہ بیانیہ، بشرطیکہ، شاید وغیرہ الفاظ کے ساتھ شروع ہو اور غرض و غایت، ارادہ، خواہش، ضرورت، مشورہ، نتیجہ، حکم وغیرہ ظاہر کرے یا جب چاہیے، لازم ہے، مناسب ہے وغیرہ کے ساتھ آ کر ان معنوں کا اظہار کرے تو وہاں مضارع استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے میں نے کہا وہ نہ آئے تو بہتر ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمھارے پاس آؤں، مناسب یہ ہے کہ وہ وہاں نہ جائے۔ میں اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں، بشرطیکہ وہ دخل نہ دے۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہم ساتھ چلیں۔ بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

۷۔ شبہے اور اضطراب کی حالت میں جیسے کیا کروں، کیا نہ کروں۔ کہوں یا نہ کہوں۔ یہ خط کے دوں۔ شاید اس کا کہا سچ نکلے۔

امر۔ یہ دوسری سادہ صورت حال کی ہے۔ امر کے معنی حکم کے ہیں یہ عموماً حکم اور التجا کے لیے آتا ہے۔ جیسے جاؤ۔ یہاں نہ ٹھہرو۔ تشریف رکھیے۔ اس کا فاعل اکثر محذوف ہوتا ہے اس لیے کہ مخاطب سامنے موجود ہے۔

علامت مصدر گرا دینے کے بعد باقی امر رہ جاتا ہے جیسے کھانا سے کھا۔ آنا سے آ۔ لیکن بنظر ادب، اخلاق واحد کی جگہ جمع کی صورت بولتے ہیں۔ جیسے دوسرے افعال میں ہوتا ہے۔

جمع مخاطب امر میں واحد کے بعد واؤ یائے بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے، جاؤ، اپنا کام کرو، تم یہاں بیٹھو، آپ بیٹھیے، آپ ابھی نہ جائیے۔

امر واحد یا تو بے تکلف دوست آپس کی بات چیت میں استعمال کرتے ہیں یا کبھی بچوں اور نوکروں سے خطاب کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے موقعوں پر اس کا استعمال جائز نہیں البتہ خدا کو ہمیشہ تو سے خطاب کیا جاتا ہے۔ اور نظم میں بھی اس کا استعمال جائز رکھا ہے۔

تعظیم کے لیے جب آپ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے فعل میں امر غائب جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ جیسے آپ تشریف رکھیں، آپ وہاں نہ جائیں۔ جس سادہ امر کے آخر میں ی ہوتی ہے وہاں امر تعظیمی کے لیے ی اور ہمزہ کے قبل ج بڑھا دیتے ہیں۔ کیونکہ دو ی اور ہمزہ کے ایک جگہ ہونے سے تلفظ میں دقت ہوتی ہے۔ مثلاً کیجیے، لیجیے، دیجیے، پیجیے، چونکہ آ اور جا کا اکثر بدل ہوتا ہے۔ اس لیے سہولت کے خیال سے ج کا استعمال ہوا ہے۔

امر کی ایک صورت اور بھی ہے۔ یعنی لائیو، جائیو، آئیو وغیرہ۔ لیکن یہ صورت صرف معمولی درجے کے لوگوں یا خدمت گاروں سے گفتگو کرنے میں استعمال ہوتی ہے جیسے وہاں نہ جائیو، میری کتاب لائیو۔ البتہ دعا کے موقع پر رہیو، بچیو وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے صد و بست سال کی عمر ہو جیو، دشمنوں پر لعنت ہو جیو۔ یہ صورت اب بہت کم استعمال ہوتی ہے۔

کبھی نظم میں لیجے، اور دیجے (بغیر ہمزہ) بھی مخاطب کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:

آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے   جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجے

لیکن یہ صورت بھی اب متروک ہے۔

بعض اوقات مصدر بھی امر کے معنوں میں آتا ہے، جیسے وہاں نہ جانا، میرا یہ پیغام اسے پہنچا دینا۔ یہ استعمال بھی بے تکلف دوستوں یا اپنے سے چھوٹوں کے لیے کیا جاتا ہے۔

حال مطلق۔ جس سے زمانۂ حال عام طور پر بلا کسی تخصیص کے ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے آتا ہے، کھاتا ہے۔ یہ علامت گرانے کے بعد واحد غائب اور واحد مخاطب میں ہے۔ جمع مخاطب

میں ہو اور واحد متکلم میں ہوں، جمع غائب اور جمع متکلم میں ہیں بڑھانے سے بنتا ہے۔ جمع غائب اور جمع متکلم کی ایک صورت ہے، جیسے وہ آتے ہیں، ہم آتے ہیں۔

بعض اوقات زمانۂ گزشتہ کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ گویا وہ سب واقعات ہماری نظر کے سامنے ہو رہے ہیں، جیسے سولھویں صدی میں بابر ہندوستان پر حملہ کرتا اور افغانوں اور راجپوتوں کو شکست دیتا ہے۔ میں جو اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیچاری لڑکی زمین پر پڑی تڑپ رہی ہے۔

حال ناتمام۔ علامت مصدر گرانے کے بعد رہا ہے، رہے ہیں، رہا ہوں بڑھانے سے بنتا ہے۔ اس سے کام کا جاری ہونا پایا جاتا ہے۔

حال ناتمام ایک دوسری طرح بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے مٹائے جاتا ہے۔ ایک کو ایک کھائے جاتا ہے۔ اس میں کسی قدر زیادہ زور اور فعل کا پے در پے یا متواتر ہونا پایا جاتا ہے۔

حال احتمالی۔ جس سے زمانۂ حال کے کسی فعل میں احتمال یا شبہ پایا جائے جیسے وہ آتا ہو یا وہ آرہا ہو۔ آتا ہو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام قریب زمانہ میں ہوگا۔ اگرچہ احتمال ہے اور آرہا ہوگا سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنے کا فعل جاری ہے یعنی ظن غالب ہے کہ وہ چل دیا ہے، حالت رفتار میں ہے اور آنے کی امید ہے۔ یہی معنی آتا ہوگا اور آرہا ہوگا سے بھی پیدا ہوتے ہیں اور دونوں صورتوں میں جائز ہیں۔

بعض اوقات دوسری صورت سے حال احتمالی کے معنی بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ کیا ہوگا اور کرتا ہوگا میں فرق ہے۔ کرتا ہوگا سے عادت پائی جاتی ہے۔ مثلاً ہم کسی سے سوال کریں کہ تم نے کبھی اسے ایسا کرتے دیکھا۔ وہ جواب میں کہے، میں نہیں جانتا کرتا ہوگا۔ تو یہاں صاف حال احتمالی کے معنی ہیں۔

فعل مستقبل

۱۔ فعل مستقبل ۔ جس سے معنی زمانۂ آئندہ پایا جائے۔

مضارع کے بعد "گا" یا "گے" یا "گی" بڑھا دینے سے بنتا ہے، جیسے کھائے گا، آئے گا، مگر مصدر "ہونا" سے "ہوگا" آتا ہے۔ "ہوگا" بعض اوقات حال کے معنی دیتا ہے جیسے تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی بے وقوف ہوگا۔ (یعنی ہے)

۲۔ مستقبل دوامی۔ اس سے آئندہ زمانے میں کام کا جاری رہنا پایا جاتا ہے۔ جیسے کرتا رہے گا، چلتا رہے گا۔

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا   تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

"سڑ جاتا رہے گا" مستقبل مطلق ہے، جیسے اس کا کام جاتا رہے گا، یعنی ہاتھ سے نکل جائے گا یا بگڑ جائے گا۔ اس کا مصدر "جاتا رہنا" بمعنی ضائع ہونا، مصدر مرکب ہے۔

کبھی ماضی بھی مستقبل کے معنی دیتی ہے، جیسے اگر وہ آ گیا تو ضرور جاؤں گا۔ وہ آیا اور میں چلا۔ یہاں دونوں ماضیاں مستقبل کے معنوں میں ہیں۔

کبھی حال بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میں کل صبح جاتا ہوں۔ اگرچہ یہ زیادہ فصیح نہیں ہے۔ مصدر کے بعد لفظ "والا" مستقبل کے معنی دیتا ہے اور مصدر "ہونا" کے حال کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے میں کتاب لکھنے والا ہوں، وہ اب جانے والا ہے۔ اس سے قریب کا آئندہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے۔

بعض اوقات علامت مستقبل گر جاتی ہے۔ جیسے ایسا کبھی ہوا، اور نہ ہوا (یعنی نہ ہوگا)

مصدر کے بعد "کا" کے "کی" لانے سے مستقبل مطلق کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ نفی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور تاکید کے معنی دیتا ہے جیسے وہ نہیں آنے کا، میں نہیں کھانے کا۔

فعل کی گردان

فعل کی گردان میں تین باتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ جنس، تعداد اور حالت۔

جنس و تعداد ۔ جنس کے معنی تذکیر و تانیث، تعداد سے مطلب واحد و جمع کے ہیں۔

اردو میں مذکر اور مؤنث میں فعل کی صورت میں فرق ہوتا ہے۔ واحد مذکر غائب میں الف اور مؤنث میں یائے معروف آتی ہے۔ جیسے آیا اور آئی، تھا اور تھی، ہوگا اور ہوگی، آتا اور آتی۔ جمع مذکر غائب میں یائے مجہول۔ مؤنث میں اس کے آگے صرف "ں" بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے آئے اور آئیں۔

جن افعال میں اصل فعل کے بعد کوئی دوسرا فعل یا علامت لگائی جاتی ہے، ان کی گردان میں ذرا اختلاف ہے۔ مثلاً ماضی قریب، ماضی بعید اور فعل حال مطلق میں بحالت مذکر اصل فعل اور علامت دونوں کو بدلنا پڑتا ہے جیسے آئے تھے، آیا ہے، آئے ہیں، آتا ہے، آتے ہیں، تو آتا ہے، تم آتے ہو، مگر بحالت مؤنث صرف امدادی فعل کو بدلنا پڑے گا۔ جیسے آئی تھی، آئی تھیں، آئی ہے، آئی ہیں، آتی ہیں، تو آتی ہے، تم آتی ہو۔

مگر فعل مستقبل میں بحالت مذکر تو یہی صورت قائم رہے گی۔ یعنی اصل فعل اور علامت دونوں بدل جائیں گے لیکن مؤنث کی صورت میں اصل فعل تو بدل جائے گا مگر علامت مؤنث ایک ہی رہے گی۔ جیسے آئے گی، آئیں گی، آئے گی، آؤ گی وغیرہ۔

حال اُردو میں مؤنث اور مذکر کی کوئی تمیز نہیں۔ جیسے چل، اور جیو، مذکر و مؤنث دونوں کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ تمام افعال کے جمع متکلم میں، تذکیر و تانیث کے صیغے یکساں آتے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ بے تکلفانہ باتیں کرنے میں تذکیر و تانیث کا امتیاز فضول ہے۔ لیکن جہاں عورتوں وغیرہ کا لفظ یا کوئی اور قرینہ موجود ہو تو فرق کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ہم سب عورتیں جائیں گی۔ ہم سب سہیلیاں یا بہنیں جائیں گی۔

صیغے۔ فعل کی تین حالتیں ہیں۔ غائب، حاضر اور متکلم، ان میں سے ہر ایک کی بہ لحاظ تعداد دو دو حالتیں ہیں، اس لیے ہر فعل کی بارہ حالتیں ہوتی ہیں۔

ان میں سے ہر ایک کو صیغہ کہتے ہیں۔

مختلف افعال کی گردان

ماضی

۱۔ ماضی مطلق

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا	وہ لائے	تو لایا	تم لائے	میں لایا	ہم لائے
مؤنث	وہ لائی	وہ لائیں	تو لائی	تم لائی	میں لائی	ہم لائے

۲۔ ماضی قریب

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا ہے	وہ لائے ہیں	تو لایا ہے	تم لائے ہو	میں لایا ہوں	ہم لائے ہیں
مؤنث	وہ لائی ہے	وہ لائی ہیں	تو لائی ہے	تم لائی ہو	میں لائی ہوں	ہم لائے ہیں

۳۔ ماضی بعید

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا تھا	وہ لائے تھے	تو لایا تھا	تم لائے تھے	میں لایا تھا	ہم لائے تھے
مؤنث	وہ لائی تھی	وہ لائی تھیں	تو لائی تھی	تم لائی تھیں	میں لائی تھی	ہم لائے تھے

۴۔ ماضی ناتمام

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لاتا تھا یا لایا کرتا تھا	وہ لاتے تھے یا لایا کرتے تھے	تو لاتا تھا یا لایا کرتا تھا	تم لاتے تھے یا لایا کرتے تھے	میں لاتا تھا یا لایا کرتا تھا	ہم لاتے تھے یا لایا کرتے تھے
مؤنث	وہ لاتی تھی یا لایا کرتی تھی	وہ لاتی تھیں یا لایا کرتی تھیں	تو لاتی تھی یا لایا کرتی تھی	تم لاتی تھیں یا لایا کرتی تھیں	ہم لاتے تھے یا لایا کرتے تھے	ہم لاتے تھے یا لایا کرتے تھے

۵۔ ماضی احتمالی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لایا ہو وہ لایا ہوگا	وہ لائے ہوں لائے ہوں گے	تو لایا ہو لایا ہوگا	تم لائے ہو لائے ہوگے	میں لایا ہوں لایا ہوں گا	ہم لائے ہوں لائے ہوں گے
مؤنث	وہ لائی ہو لائی ہوگی	وہ لائی ہوں لائی ہوں گی	تو لائی ہو لائی ہوگی	تم لائی ہو لائی ہوگی	میں لائی ہوں لائی ہوں گی	ایضاً

۶۔ ماضی شرطیہ

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ گرتا گرا ہوتا	وہ گرتے گرے ہوتے	تو گرتا گرا ہوتا	تم گرتے گرے ہوتے	میں گرتا گرا ہوتا	ہم گرتے گرے ہوتے
مؤنث	وہ گرتی گری ہوتی	وہ گرتیں وہ گری ہوتیں	تو گرتی تو گری ہوتی	تم گرتیں تم گری ہوتیں	میں گرتی میں گری ہوتی	ایضاً

فعل حال

۱۔ مضارع

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم

مذکر	وہ لائے[1]	وہ لائیں	تو لائے	تم لاؤ	میں لاؤں	ہم لائیں
مؤنث	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً

۲۔ حال مطلق

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لاتا ہے	وہ لاتے ہیں	تو لاتا ہے	تم لاتے ہو	میں لاتا ہوں	ہم لاتے ہیں
مؤنث	وہ لاتی ہے	وہ لاتی ہیں	تو لاتی ہے	تم لاتی ہو	میں لاتی ہوں	ایضاً

۳۔ حال ناتمام

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لا رہا ہے	وہ لا رہے ہیں	تو لا رہا ہے	تم لا رہے ہو	میں لا رہا ہوں	ہم لا رہے ہیں
مؤنث	وہ لا رہی ہے	وہ لا رہی ہیں	تو لا رہی ہے	تم لا رہی ہو	میں لا رہی ہوں	ایضاً

۴۔ حال احتمالی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آتا ہو آتا ہوگا یا آرہا ہوگا	وہ آتے ہوں آتے ہوں گے یا آرہے ہوں گے	تو آتا ہو آتا ہوگا یا آرہا ہوگا	تم آتے ہو تم آتے ہوگے یا آرہے ہوگے	میں آتا ہوں آتا ہوں گا یا آرہا ہوں گا	ہم آتے ہوں آتے ہوں گے یا آرہے ہوں گے
مؤنث	وہ آتی ہو آتی ہوگی یا آرہی ہوگی	وہ آتی ہوں آتی ہوں گی یا آرہی ہوں گی	تو آتی ہو آتی ہوگی یا آرہی ہوگی	تم آتی ہو آتی ہوں گی یا آرہی ہوں گی	میں آتی ہوں آتی ہوں گی یا آرہی ہوں گی	ایضاً

[1] ماضی مطلق جمع غائب اور مضارع واحد غائب صورت میں یکساں ہے۔ ان میں تمیز کرنا ضروری ہے۔ خصوصاً جب کہ ضمیر غائب واحد اور جمع میں ایک ہی ہے۔

۵۔ امر

مذکر			تو لا	تم لاؤ		
مؤنث			ایضاً	ایضاً		

فعل مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ لائے گا	وہ لائیں گے	تو لائے گا	تم لاؤ گے	میں لاؤں گا	ہم لائیں گے
مؤنث	وہ لائے گی	وہ لائیں گی	تو لائے گی	تم لاؤ گی	میں لاؤں گی	ایضاً

رہنا اور اس کے مشتقات بعض دوسرے الفاظ کے ساتھ بطور امدادی فعل کے آتے ہیں۔ اس سے فعل میں دوام کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیسے جیتا رہو۔ مر رہا ہے۔ کھاتا رہے گا۔ مستقبل [illegible]۔ آرہا تھا۔ جا رہا ہے۔ ان سب میں یہی معنی پائے جاتے ہیں۔

طورِ مجہول

اسے مجہول اس لیے کہتے ہیں کہ فعل کا فاعل معلوم نہیں ہوتا۔ طورِ مجہول صرف افعال متعدی کا ہی ہے۔ جس فعل متعدی کو مجہول بنانا ہو اس فعل کی ماضی مطلق کے آگے مصدر جانا سے جو زمانہ بنانا منظور ہو وہی زمانہ بنا کر لگا دیا جائے۔ مثلاً:

کھانا سے حال مطلق مجہول بنانا منظور ہے تو کھانا کے ماضی مطلق کے آگے جانا کا حال مطلق لگا دیا جائے تو وہ ہوگا کھایا جاتا ہے۔ اسی طرح کھایا جائے گا (مستقبل) کھایا گیا (ماضی مطلق) کھایا گیا تھا (ماضی بعید) کھایا جائے (امر غائب مضارع)

بعض افعال جنسی طور پر مجہول واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً پٹنا، لٹنا، مٹنا، کھلنا، بکنا (بمعنی تقسیم ہونا)، چھدنا، سجنا، کٹنا، جیسے وہ پٹا۔ اس جملے میں وہ بظاہر فاعل معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ پیٹنے والا کوئی اور ہی ہے۔ صرف فاعل کا قائم مقام ہے۔ اصل میں یوں تھا "وہ پیٹا گیا"۔

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

اس شعر میں نہ لٹنا کے معنی ہیں نہ لوٹا جاتا۔ اسی طرح آٹا تلا۔ ظاہر ہے کہ آٹا خود بخود تو تلتا نہیں ہے۔ تولنے والا کوئی اور ہے۔ اس لیے آٹا فاعل نہیں ہو سکتا۔ دراصل تھا آٹا تولا گیا۔ اسی طرح کپڑے سلے، روپے بٹے، گھوڑا لدا، سامان چھپا، دروازہ کھلا، لکڑی کٹی وغیرہ۔

لیکن بعض اوقات جانا بطورِ فعل امدادی کے دوسرے افعال کے ساتھ آتا ہے۔ مثلاً کھا جانا، ڈر جانا، اٹھ جانا۔ لہٰذا ان افعال میں اور طور مجہول میں فرق کرنا چاہیے۔ اس کا امتیاز بہ آسانی اس طرح ہو سکتا ہے کہ اگر فعل کے ساتھ صورتِ فاعلی استعمال ہو سکتی ہے تو وہ طور معروف ہے اور اگر نہیں ہو سکتی تو وہ طور مجہول ہے۔

افعال کی نفی

۱۔ افعال کے شروع میں نہ یا نہیں لگانے سے فعل کی نفی ہو جاتی ہے مثلاً وہ اب تک نہیں آیا۔ تم کل کیوں نہیں آئے۔ اسے کچھ نہ ملا۔

بعض اوقات نہیں بعد میں آتا ہے، جیسے میں تمام دن انتظار کرتا رہا مگر وہ آیا ہی نہیں۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ وہ بیٹا تو نہیں۔ یہ اکثر تخصیص کے موقع پر ہوتا ہے۔ لیکن نظم میں اس کی پابندی نہیں۔

۲۔ نہ اور نہیں کے استعمال میں فرق ہے۔

ماضی شرطیہ اور مضارع کے ساتھ نہیں استعمال نہیں کرتے بلکہ نہ استعمال ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ آتا تو خوب ہوتا۔ اگر وہ نہ آئے تو میں کیا کروں۔

تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

جملۂ شرطیہ کے دوسرے حصے میں بھی جسے جزا کہتے ہیں "نہیں" نہیں "نہ" (اگر وہ نہ آتا تو جاتا)
ماضی مطلق میں شرط کے ساتھ بھی اکثر نہ استعمال کرتے ہیں، جیسے اگر اس نے نہ مانا تو کیا ہوگا

وہ نہ آیا تو نہ سہی۔

۳۔ امر کی نفی نہ اور مت دونوں سے آتی ہے۔ جیسے نہ کرو، مت کرو۔ مت میں مزید تاکید پائی جاتی ہے۔ منفی امر کو نہی بھی کہتے ہیں۔

۴۔ ماضی مطلق کے ساتھ اکثر اور عموماً نہیں آتا ہے لیکن بعض اوقات صرف نہ استعمال ہوتا ہے۔

جیسے:
نہ ہوا پر نہ ہوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

اسی طرح ماضی قریب، بعید، ناتمام اور احتمالی کے ساتھ بھی نہیں آتا ہے۔ جیسے وہ نہیں آیا ہے۔ وہ کئی روز سے نہیں آرہا ہے۔ وہ نہیں آیا تھا۔ وہ نہیں آیا ہوگا۔

لیکن جب ماضی احتمالی کی آخری علامت تھا محذوف ہو تو ہمیشہ نہ استعمال ہوگا۔ جیسے ممکن ہے کہ وہ نہ سمجھا ہو اور یونہی چلا گیا ہو۔

۵۔ فعل مستقبل کی نفی مثل دوسرے افعال کے آتی ہے لیکن کبھی مصدر کے بعد کا، کی، کے الحاق سے مستقبل کے معنی پیدا ہوتے ہیں مگر یہ صورت ہمیشہ نفی کے ساتھ آتی ہے اور اس سے تاکید مخصوص ہوتی ہے جیسے میں نہیں آنے کا، ہم نہیں آنے کے۔ ایسی صورت میں نفی کے لیے ہمیشہ نہیں آتا ہے۔

۶۔ حال مطلق کی نفی میں آخری علامت ہے یا ہیں حذف ہو جاتی ہے۔ جیسے میں نہیں آتا، وہ نہیں آتا۔ اس سے نہیں کہا جاتا۔

کوئی صورت نظر نہیں آتی
کوئی امید بر نہیں آتی

لیکن جب کسی جملے کے دونوں حصوں میں حرف نفی لانا مقصود ہو تو نہ استعمال کرنا چاہیے۔ اس وقت آخر کا فعل امدادی کا (یعنی ہے یا نہیں) نہیں گرتا، جیسے نہ خود آتا ہے نہ دوسروں کو آنے دیتا ہے۔

۷۔ ایسے افعال کو جو کسی اسم یا صفت اور فعل سے مرکب ہوں ان کی نفی دو طرح ہوتی ہے یا حرف

نفی اسم یا صفت کے اول ہوتا ہے یا فعل کے اول، جیسے میں یہ کتاب نہیں پسند کرتا، اور میں یہ کتاب پسند نہیں کرتا، میں ان باتوں سے نہیں خوش ہوتا، میں ان باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ ہماری رائے میں فعل کے ساتھ حرف نفی لانا بہتر ہے۔

۱۰۔ بعض افعال خصوصاً امر کے آخر میں نہ (حرف نفی) کبھی زائد بھی آتا ہے مگر اس میں ایک قسم کی تاکید اثباتی پائی جاتی ہے۔ جیسے آؤ نہ ہم بھی چلیں، چلو نہ اسے دیکھ آئیں۔ میں کہتا تھا نہ وہی ہوا۔

افعال تعدیہ

سوائے ایک آدھ کے باقی تمام لازم افعال متعدی بن سکتے ہیں اور متعدی سے متعدی۔ جیسے ڈرنا سے ڈرانا، چلنا سے چلانا۔ یہ لازم سے متعدی ہوئے۔ دینا سے دلانا، کھانا سے کھلانا، متعدی سے متعدی۔ ایسے متعدی کو متعدی المتعدی کہتے ہیں یعنی متعدی کا متعدی۔

اس کے علاوہ ایک قسم متعدی بالواسطہ کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ فعل کے وقوع کے لیے کسی دوسرے شخص کے واسطے کی ضرورت ہے، جیسے کھانا متعدی اور کھلانا متعدی المتعدی، کھلوانا متعدی بالواسطہ۔

۱۔ اوّل افعال لازم سے متعدی اور متعدی سے متعدی المتعدی بنانے کے قاعدے لکھے جاتے ہیں۔

(ل) عام قاعدہ فعل لازم کو متعدی اور متعدی المتعدی بنانے کا یہ ہے کہ مصدر کی علامت گرانے کے بعد آ بڑھا دیا جائے، جیسے چلنا سے چلانا۔ ملنا سے ملانا۔ اُٹھنا سے اُٹھانا۔

لیکن اگر ایسے افعال کا دوسرا حرف متحرک ہو تو متعدی بنانے کی حالت میں ساکن ہو جائے گا۔ جیسے پگھلنا سے پگھلانا، بگڑنا سے بگڑانا، سمجھنا سے سمجھانا۔

(ب) کبھی علامت مصدر گرانے کے بعد آخر حرف سے قبل آ بڑھا دیا جاتا ہے جیسے نکلنا سے نکالنا، اُترنا سے اُتارنا، اُبھرنا سے اُبھارنا، بگڑنا سے بگاڑنا۔

(ج) کبھی پہلے حرف کی حرکت کو اس کے موافق حرف علت سے بدلتے ہے، یعنی زبر کو الف سے جیسے مرنا سے مارنا۔ تپنا سے تاپنا۔ ٹلنا سے ٹالنا۔ تھمنا سے تھامنا، کٹنا سے کاٹنا، زیر کو ی سے جیسے پھرنا سے پھیرنا، پھٹرنا سے پھیڑنا، گھرنا سے گھیرنا، پسنا سے پینا۔ گھسٹنا سے گھسیٹنا، کھنچنا سے کھینچنا، نبڑنا سے نبیڑنا، پیش کو واؤ سے جیسے مڑنا سے موڑنا، جڑنا سے جوڑنا، کھلنا سے کھولنا۔ کٹنا سے کوٹنا، گھلنا سے گھولنا۔ ان مصادر میں بعض اوقات ٹ ڑ سے بدل جاتی ہے۔ جیسے ٹوٹنا سے توڑنا۔ پھوٹنا سے پھوڑنا، پھٹنا سے پھاڑنا۔

(د) کبھی چار حرفی مصادر میں جب کہ حرف دوم علت ہو تو اس حرف علت کو ساقط کر کے اوّل کو اس کے موافق حرکت دیتے ہیں اور اس کے آگے لا یا آ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے رونا سے رُلانا، پینا سے پلانا، سونا سے سُلانا، دھونا سے دُھلانا، جیتنا سے جتانا۔ کھانا سے کھلانا (اس میں خلاف قاعدہ پہلے حرف کو زیر دیا گیا)، جاگنا سے جگانا، بیٹھنا سے بٹھانا، ڈوبنا سے پہلے ڈبانا آتا تھا، لیکن اب غیر فصیح سمجھا جاتا ہے اور اس کی جگہ ڈبونا کہتے ہیں۔ اسی طرح بھیگنا سے بھگونا آتا ہے۔

اگر مصدر پانچ حرفی ہے اور دوسرا حرف علت ہے تو حرف علت حذف کر کے پہلے حرف کو اس کے موافق حرکت دیتے ہیں، اور اس کے آگے الف بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے تیرنا سے ترانا، جاگنا سے جگانا، بھاگنا سے بھگانا۔

۲۔ متعدی بالواسطہ بنانے کے یہ قاعدے ہیں۔

(ا) کبھی علامت مصدر کے اوّل الف بڑھا دینے سے جیسے کرنا سے کرانا۔

(ب) کبھی وا بڑھانے سے، دوسرا حرف علت ہو تو گر جاتا ہے اور اس کے بجائے اس کے موافق حرکت آجاتی ہے۔ جیسے تولنا سے تُلوانا، اُٹھانا سے اُٹھوانا۔ دبانا سے دبوانا۔ جھاڑنا سے جھڑوانا۔ تیسرا اور چوتھا حرف علت بھی گر جاتا ہے۔ جیسے پکڑنا سے پکڑوانا، بیچنا سے بکوانا آتا ہے۔ کیونکہ اس کا مصدر لازم بکنا تھا اس سے متعدی بیچنا ہوا اور متعدی بالواسطہ بکوانا متعدی بالواسطہ اکثر صورت اول کی طرف عود کرتا ہے۔

۳۔ بیٹھنا سے بٹھانا اور بٹھلانا، دیکھنا سے دکھانا اور دکھلانا، سیکھنا سے سکھانا اور سکھلانا، سوکھنا سے سکھانا اور سکھلانا دو دو آتے ہیں۔ لیکن بٹھلانا، سکھلانا، دکھلانا زیادہ فصیح نہیں سمجھے جاتے۔ یہی حال بتلانے کا ہے۔

۴۔ بعض مصادر کے متعدی دو طرح آتے ہیں۔ جیسے دبنا کا متعدی دبانا بھی ہے اور دبوانا بھی۔ ٹوٹنا لازم ہے۔ توڑنا اور تڑوانا دونوں اس کے متعدی ہیں۔ توڑنا عام طور پر ہر ایک چیز کے توڑنے کو کہتے ہیں لیکن تڑانا صرف اسی وقت استعمال کریں گے جب کوئی جانور رسی توڑ کر بھاگ جائے۔ جیسے بیل رسی تڑا کر بھاگ گیا۔

اسی طرح گھلنا کے دو متعدی ہیں، ایک گھولنا، دوسرا گھلانا۔

۵۔ کبھی امدادی افعال کے لانے سے متعدی بنتا ہے، جیسے وہ اسے لے ڈوبا، وہ اسے لے بھاگا۔ وہ مجھ پر آ پڑا۔ ڈوبنا، بھاگنا، اور پڑنا افعال لازم ہیں مگر افعال امدادی کے آنے سے متعدی ہو گئے۔

مرکب افعال

مرکب افعال دو طرح سے بنتے ہیں۔

۱۔ ایک تو دوسرے افعال کی مدد سے جنھیں امدادی افعال کہتے ہیں۔

۲۔ دوسرے افعال کو اسماء یا صفات کے ساتھ ترکیب دینے سے۔

امدادی افعال

اصل فعل کے ساتھ بعض اوقات دوسرے فعل یا ان کے اجزا آتے ہیں جن سے اصل فعل کے معنوں میں تھوڑا بہت تغیر ہو جاتا ہے۔ یا تو اصلی معنوں میں زیادہ قوت پیدا ہو جاتی ہے یا کلام میں کوئی حسن اور خوبی آ جاتی ہے۔ یہ افعال یا ان کے اجزا جو اصل فعل کی مدد کے طور پر آتے ہیں، امدادی فعل کہلاتے ہیں۔ امدادی فعل کی مدد سے بے شمار لطیف اور نازک معنی پیدا ہو جاتے ہیں، اور اردو زبان میں امدادی افعال نے بڑی وسعت اور نزاکت پیدا کر دی ہے۔

۱۔ سب سے زیادہ کارآمد اور کثیر الاستعمال امدادی فعل ہوتا ہے اس سے اکثر افعال بنتے ہیں مثلاً ماضی قریب، تام، تمام، احتمالی، فعل حال کے مختلف اقسام اور مستقبل اسی کی امداد سے بنتے ہیں۔

۲۔ بعض امدادی افعال تکمیل فعل میں تاکید اور زور ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً دینا، لینا، جانا، ڈالنا، پڑنا، رہنا۔

(ا) دینا سوائے چل دینا کے اکثر طور متعدی کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے سمجھا دیا، بتا دیا، نکال دینا، بٹھا دینا۔ بعض صورتوں میں اس میں قوت یا زور کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے میں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اٹھا کے پھینک دیا، پٹک دیا وغیرہ۔

(ب) لینا سے تکمیل فعل کے ساتھ فاعل کی قربت فائدہ یا جانبداری ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے بلا لینا (یعنی اپنے پاس بلانا) رکھ لینا (اپنے پاس رکھ لینا)، اسی طرح چھین لینا، لے لینا، دکھا لینا (دوسرے کو اپنے فائدے کے لیے) وغیرہ وغیرہ۔ یہ طور لازم و متعدی دونوں کے ساتھ آتا ہے ایسی صورت میں امدادی افعال دینا اور لینا میں فرق یہ ہے کہ لینا میں اپنا فائدہ یا قرب ظاہر ہوتا ہے۔ اور دینا میں بخلاف اس کے دوسرے کا فائدہ یا قربت نکلتی ہے۔ گویا ایک دوسرے کے برعکس ہیں۔ معانی کا یہ فرق مثال ذیل سے بخوبی ظاہر ہے۔

۱۔ میں نے اسے سمجھا لیا ہے۔

۲۔ میں نے اسے سمجھا دیا ہے۔

پہلے جملے سے ظاہر ہے کہ میں نے معاملہ اسے اس طرح سمجھایا ہے جس میں میرا فائدہ ہے۔ دوسرے جملے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ سمجھایا گیا ہے وہ اسی کے فائدہ کے لیے ہے۔ یا عام الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ لینا میں فاعل کو اپنی غرض ملحوظ ہوتی ہے مگر دینا میں ذاتی غرض سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے میں نے کتاب میز پر رکھ دی اور میں نے کتاب جیب میں رکھ لی۔ اسی طرح بٹھا دینا اور بٹھا لینا (یعنی اپنے پاس)، مگر ایسے افعال جیسے پی لینا، کھا لینا میں صرف فعل کی تکمیل ظاہر ہوتی ہے۔

(ج) جانا بکثرت افعال کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور زیادہ تر طور لازم کے ساتھ جیسے ٹوٹ جانا، بکھر جانا، بگڑ جانا، چلے جانا وغیرہ اس سے صرف تکمیل فعل ظاہر ہوتی ہے اور بعض وقت یہ بھی نہیں، بلکہ سادہ فعل کے بجائے عموماً جانا مرکب کر کے بولتے ہیں اور لکھتے ہیں جیسے مل جانا، ہو جانا، لُٹ جانا، جانا سے بعض وقت بہت ہی لطیف محاورے بن گئے ہیں۔ مثلاً پانا سادہ فعل ہے لیکن پا جانے کے معنی ہی دوسرے ہیں، یعنی تاڑ جانا، اسی طرح کھونا سے کھوئے جانا وغیرہ وغیرہ۔

(د) آنا اور جانا میں وہی نسبت ہے جو لینا اور دینا میں ہے۔ آنا بطور امدادی فعل کے بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ ان کا ایک استعمال محاورے کا بھی ہے، جیسے بن آنا اور بنا آنا۔ اکثر یہ افعال کے ساتھ آ کر تکمیل فعل کے معنی دیتا ہے اور ساتھ ہی ظاہر کرتا ہے کہ فاعل کسی کام کو انجام دے کر واپس آ گیا۔ جیسے میں اسے دیکھ آیا ہوں، ہو آیا ہوں۔

ان معنوں میں وہ لازم اور متعدی دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مگر بعض اوقات تکمیل فعل کے ساتھ زور کا اظہار بھی کرتا ہے جیسے اُبھر آنا، آگ آنا وغیرہ۔

(ہ) ڈالنا سے تکمیل فعل کسی قدر زیادہ زور کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے نیز اس میں اظہار قوت اور جبر کی شان بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے مار ڈالنا، مسل ڈالنا، کاٹ ڈالنا، بگاڑ ڈالنا، چیر ڈالنا، اُدھیڑ ڈالنا وغیرہ۔

جو کام تمھیں کرنا ہے اسے کر ڈالو

یعنی تکمیل کیے بغیر نہ چھوڑو یا بغیر تامل اور پس و پیش کے یا بغیر اس ڈر کے کیا نتیجہ ہوگا کر گزرو۔

(و) رہنا۔ جیسے بیٹھ رہنا، سو رہنا، اٹک رہنا، جیسے وہاں جا کے بیٹھ رہا۔ میں کہتا رہا وہ سنتا رہا۔ جیتا رہ۔ اس سے فعل کا ایک حالت پر قائم رہنا پایا جاتا ہے۔ مگر جاتے رہنا کے معنی تلف ہو جانے اور ضائع ہو جانے کے ہیں۔

(ز) پڑنا، جیسے دکھائی پڑنا، نظر پڑنا، اس میں محض تکمیل فعل ہے۔ اس کے دوسرے معنی دوسری جگہ بیان کیے جائیں گے۔

(ح) بیٹھنا، اس میں بھی جبر اور زور پایا جاتا ہے۔ جیسے سینے پر چڑھ بیٹھا، دبا بیٹھا۔

اس کے علاوہ بعض وقت تسلیم و رضا کے معنی دیتا ہے۔ جیسے ہم تو اپنی قسمت کو رو بیٹھے، وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔

۳۔ چکنا، اختتام فعل کو کامل طور پر ظاہر کرتا ہے۔ جیسے کام ہو چکا، میں خط لکھ چکا۔ وہ کھا چکا۔ ان تمام جملوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کام ختم ہو گیا ہے۔

۴۔ بعض افعال سے امکانی حالت اور قابلیت یا اجازت ظاہر ہوتی ہے۔

(ا) سکنا، جیسے میں کر سکتا ہوں، وہ نہیں دیکھ سکتا (اس سے فعل کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔)

وہ نہیں بول سکتا، وہ نہیں جا سکتا، میں نہیں جا سکوں گا (امکانی صورت ہے)، اجازت کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے وہ نہیں آ سکتا، کیا میں آ سکتا ہوں؟ سکنا کبھی تنہا استعمال نہیں ہوتا۔ ہمیشہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ بطور فعل امدادی کے آتا ہے۔

(ب) دینا سے بعض اوقات اجازت کے معنی نکلتے ہیں۔ جیسے اسے آنے دو۔ اسے کسی نے گھسنے نہ دیا۔

(ج) کبھی کبھی پانا بھی سکنے اور اجازت کے معنوں میں آتا ہے، مگر ہمیشہ مصدر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جیسے وہاں کوئی نہیں جانے پاتا (یعنی کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے) کیا مجال کہ کوئی ٹھہرنے پائے (ٹھہر سکے)

اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

آج اس سے کوئی ملنے نہ پایا (نہ مل سکا)

(د) جانا بھی کبھی سکنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ اس سے کھانا کھایا نہیں جاتا۔

۵۔ بعض امدادی افعال سے فعل کے جاری ہونے یا فاعل کی عادت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے:

(د) کرنا۔ وہ آیا کرتا تھا، کہا کرتا تھا، آیا کرو۔ اسی طرح رویا کیا، سنوارا کیا۔

(ب) رہنا۔ جیسے وہ بولتا رہا، کہتا رہا، سوتا رہا، وہ کھیلتا رہتا ہے۔ سوتا رہتا ہے، وہ کھاتا رہا ہے، وہ کھاتا ہے کھاتا رہے گا۔

(ج) جانا بھی کبھی کبھی ان معنوں میں آتا ہے۔ ہزار منع کرو مگر وہ اپنی سی کیے جاتا ہے، بکے جاتا ہے۔ ایک کو ایک کھائے جاتا ہے۔

ناامیدی مٹائے جاتی ہے   شوق نقشہ جمائے جاتا ہے

خاص یہ صورت عموماً فعل حال ہی کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔ ماضی میں اس کا استعمال دوسری طرح ہوتا ہے۔ جیسے وہ پڑھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔ یہی صورت حال میں ہے۔ جیسے پانی بہتا جاتا ہے۔ اس سے فعل کا آہستہ آہستہ جاری ہونا پایا جاتا ہے۔

۷۔ بعض امدادی افعال کسی کام کے دفعتہً ہو جانے یا کرنے کے معنوں کا اظہار کرتے ہیں۔

(ل) بیٹھنا۔ جیسے کہہ بیٹھا، کر بیٹھا، پوچھ بیٹھا، اڑ بیٹھا۔ جیسے وہ ایسے کام اکثر بے سوچے سمجھے کر بیٹھتا ہے۔ اس میں فعل کے یکایک ہو جانے یا بے سوچے سمجھے کرنے کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔

(ب) اُٹھنا بھی انھیں معنوں میں آتا ہے۔ جیسے بول اُٹھا، بلبلا اُٹھا، بھڑک اُٹھا، چلا اُٹھا۔

(ج) پڑنا جیسے لڑ پڑنا، بچ پڑنا، اُلجھ پڑنا، برس پڑنا۔

(د) نکلنا۔ جیسے بہ نکلا، چل نکلا، پھوٹ نکلا۔ یعنی حالت سکون سے دفعتہً حرکت میں آجانے کے معنی دیتا ہے ان معنوں میں نکلنا بہت کم استعمال ہوتا ہے اور شاید زیادہ تر انھیں تین مصدروں کے ساتھ آتا ہے۔

(ہ) فعل کے شروع میں آ آیا جا بھی انھیں معنوں میں آتا ہے جیسے آپڑنا، آ نکلنا، آملنا، جا پڑنا۔

۸۔ لگنا کام کے آغاز کو بتاتا ہے جیسے کہنے لگا، کھانے لگا۔ منھ سے پھول جھڑنے لگے۔ جب وہ بیان کرنے لگتا ہے تو دو دو گھنٹے دم نہیں لیتا۔

۹۔ پڑا (ماضی مطلق) کسی دوسرے فعل کے شروع میں آنے سے فعل میں زور اور کثرت کے معنی پیدا کرتا ہے اور عموماً ایسے افعال کے ساتھ آتا ہے جس میں کام کا جاری رہنا پایا جائے۔ جیسے منہ سے پٹ پٹ پھول جھڑ رہے ہیں، پڑا مارا پھرتا ہے، پڑا روتا پھرتا ہے، ہاتھوں کے نیچے نہریں پڑی بہ رہی ہیں۔

۹۔ چاہنا۔ ایک تو فاعل کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے یہ بتاتا ہے کہ کام قریب زمانۂ آئندہ میں ہونے والا ہے۔ مگر اصل فعل ہمیشہ ماضی کی صورت میں رہتا ہے۔ جیسے وہ بولا چاہتا ہے، دیکھئے کیا ہوا چاہتا ہے۔ یہ حالت صرف فعل حال میں استعمال ہوتی ہے۔

دل اُس مجسمہ پہ شیدا ہوا چاہتا ہے   یہ کب کھلا ہوا چاہتا ہے

خواہش ظاہر کرنے کے لیے اصل فعل صورت مصدریہ کے ساتھ ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اس نے بولنا چاہا، وہ بولنا چاہتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہی معنی مصدر کے الف کو یائے مجہول سے بدلنے اور اس کے بعد کو اور ہوتا کے افعال ماضی و حال بڑھانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے کہنے کو ہے۔ کہنے کو تھا، جانے کو ہے، جانے کو تھا، وغیرہ یعنی ابھی جانا چاہتا ہے یا جانے والا ہے یا جانا چاہتا تھا۔ یا جانے والا تھا۔

۱۰۔ چاہتا سے چاہیے بطور امدادی فعل کے مشتق ہے۔ یہ اخلاقی امر یا فرض منصبی کے جتانے کے لیے آتا ہے اور ہمیشہ مصدر کے بعد استعمال ہوتا ہے۔ جیسے انھیں وہاں جانا چاہیے، تم کو وقت پر حاضر ہونا چاہیے۔ انسان کو سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔

۱۱۔ لے فعل کے شروع میں آنے سے اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص یا شے کو لے جانے یا مبتلا کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے لے بھاگنا، لے اُڑنا، لے ڈوبنا، لے مرنا وغیرہ۔

۱۲۔ اسی طرح دے بھی فعل کے شروع میں بطور امدادی فعل کے آتا ہے، جیسے دے مارنا، دے پٹکنا۔ یہ معنوں میں زور پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔

۱۳۔ رکھا اور چھوڑنا۔ جب ماضی کے بعد آتے ہیں تو اس کے معنی ہوتے ہیں کہ باوجود مشکلات کے پوری سعی کے ساتھ کام کو انجام دیا، یا جو ٹھان لیا تھا اسے کسی نہ کسی طرح پورا کر دیا۔ جیسے کر کے رہا، مکان بنا کے چھوڑا، نیچا دکھا کے چھوڑا۔

۱۴۔ رکھنا بطور امدادی فعل کے کئی طرح استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ کسی کی مرضی کے خلاف دوستی، محبت یا جبر یا کسی دوسرے اثر سے کام لینا جیسے اس نے مجھے صبح سے بٹھا رکھا ہے اور جانے نہیں دیتا۔ اس نے میرا مال دبا رکھا ہے۔

۲۔ سکھا پڑھا کر پہلے سے تیار کر لینا جیسے اس نے اُسے خوب سمجھا رکھا ہے۔ میں نے اُسے پہلے سے کہہ رکھا ہے یا بتا رکھا ہے۔

۳۔ محض تاکید کے لیے جیسے سُن رکھو، دیکھ رکھو۔

۴۔ محاورے میں جیسے میں نے یہ کام اگلے سال کے لیے اٹھا رکھا ہے۔ یہ میں نے کل کے لیے بچا رکھا ہے۔

۵۔ کبھی فعل میں تکرار ہوتی ہے۔ یعنی دوسرا فعل اسی کا مراداف یا اس کا ہم آواز ساتھ آتا ہے اور معنوں میں زور پیدا کر دیتا ہے جیسے دیکھ بھال کر، سوچ سانچ کر، میں شام کو ہارا تھکا گھر پہنچا۔ وہ مُردوں کے گاڑنے داہنے میں مصروف رہے، پیس پاس کر مسالہ تیار کر دیا۔ دُھل دُھلا کر خاصا سفید ہو گیا، گرتے پڑتے گھر پہنچ گیا۔ اسی طرح چلنا پھرنا۔ سینا پرونا، کھانا پینا، رونا دھونا وغیرہ۔

۲۔ اسماء و صفات کی ترکیب سے

۱۔ ہندی اسم یا صفت کے ساتھ سادہ مصادر کا آنا۔ جیسے پوجا کرنا، نام دھرنا، بُرا کہنا، اچھا کہنا، دم لینا، دم دینا، دم مارنا، دم توڑنا۔ رکھوالی کرنا، اُدھار دینا، ڈینگ مارنا، چھلانگ مارنا، مار کھانا، غوطہ کھانا، جاڑا لگنا، ٹیک لگانا، پتہ لگانا، بل چلانا، رستہ دیکھنا وغیرہ وغیرہ بکثرت اور بے شمار مستعمل ہیں۔ اس قسم کے مرکب افعال میں زیادہ تر یہ امدادی افعال آتے ہیں۔ ہونا، کرنا، کھانا، دینا، لینا، پڑنا، مارنا، آنا، ڈالنا، دھونا، پکڑنا، بھرنا، لگنا، رکھنا ان کے علاوہ بھی اور بہت سے فعل ہیں جو بطور امداد کے آتے ہیں۔

۲۔ فارسی اسم کے ساتھ ہندی مصدر کا آنا جیسے دل دینا، باز آنا، باز رکھنا۔ دلا سا دینا۔ پیش آنا، بر آنا، بر لانا وغیرہ۔

۳۔ عربی اسم کے ساتھ جیسے شروع کرنا، یقین کرنا، یقین دلانا، علاج کرنا، جمع ہونا وغیرہ۔

۴۔ فارسی یا عربی صفت کے ساتھ جیسے قوی کرنا، روشن کرنا، مشہور ہونا، ضعیف ہونا وغیرہ۔

اسماء وغیرہ سے مصدر بنانا

۱۔ بعض اوقات ہندی اسماء یا صفات میں کسی قدر تغیر کرکے نا علامت لگا دیتے ہیں اور مصدر بنا لیتے ہیں۔ جیسے پانی سے پنپانا، جُوتی سے جتیانا، ساٹھ سے سٹھیانا، مکی سے مکیانا، پتھر سے پتھرانا، ٹھوکر سے ٹھکرانا، چکر سے چکرانا، لالچ سے للچانا، کچے سے کچیانا، لنگڑے سے لنگڑانا، بھن بھن سے (جو مکھیوں کی آواز ہے) بھنبھنانا، ٹھن ٹھن سے ٹھنٹھنانا، بڑبڑ سے بڑبڑانا، من من سے منمنانا وغیرہ۔

۲۔ بعض مصادر اردو میں ایسے ہیں کہ عربی یا فارسی افعال یا اسماء کے آگے ہندی مصدر کی علامت نا لگا کر اردو بنا لیا گیا ہے۔ مثلاً فارسی کے افعال سے فرمانا، بخشنا، آزمانا، (وازنا)، فارسی اسم گرم سے گرمانا، نرم سے نرمانا، داغ سے داغنا، خرید سے خریدنا۔

اسی طرح عربی کے بدل سے بدلنا، بحث سے بحثنا، قبول سے قبولنا، دفن سے دفنانا، کفن سے کفنانا۔

۳۔ بعض اوقات علامت مصدر حذف ہو جاتی ہے مگر یہ اُس وقت ہوتا ہے جب کہ دوسرا مصدر ساتھ ہو، جیسے بنا جانا، بنا آنا وغیرہ۔

ایک ہم ہیں کہ دیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ — ایک وہ ہیں جنھیں تصویر بنا آتی ہے

مشابہ فعل

مشابہ فعل وہ الفاظ ہیں جو فعل سے ملتے جلتے ہیں اور فعل کی طرح مصدر سے بنتے ہیں لیکن ان میں فعل کی طرح زمانہ نہیں پایا جاتا۔ مشابہ فعل تین ہیں۔

۱۔ اسم فاعل — ۲۔ اسم مفعول — ۳۔ اسم حالیہ

اسم فاعل وہ اسم ہے جو کام کرنے والے کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بنانے کا یہ قاعدہ ہے

کو مصدر کے آخری الف کو ے سے بدل کر اس کے آگے والا بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے کرنے والا۔ جانے والا۔ سونے والا۔

نہ کوئی آنے والا ہے نہ جانے والا۔ ایسے لکھنے والے اب کہاں ہیں۔ ہنسنے والے ہنستے ہیں اور رونے والے روتے ہیں۔

بعض اوقات اسم عام کے آگے والا بڑھانے سے یہ معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے محبت والا۔ دل والا۔ روپے والا۔

کبھی مصدر کا الف گرا کر ہندی کی علامت ہار زیادہ کرنے سے بھی اسم فاعل بنتا ہے جیسے ہونہار، جانہار۔

اسم مفعول۔ اس شخص یا شے کو ظاہر کرتا ہے جس پر فعل یا کام کا اثر واقع ہوتا ہے۔ ماضی مطلق کے آگے ہوا بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے دبا ہوا، پڑا ہوا، لکھا ہوا۔

بچہ مکان کے نیچے دبا ہوا پڑا تھا۔ خط بہت دیر سے لکھا ہوا رکھا ہے۔ یہ روپیہ مجھے پڑا ہوا ملا۔

اسم حالیہ۔ وہ ہے جو کسی اسم (فاعل یا مفعول) کی حالت بتائے۔ مصدر کا آخری الف گرا کر تا یا تا ہوا بڑھانے سے بنتا ہے۔ جیسے وہ روتا ہوا آیا اور ہنستا ہوا گیا۔ وہ ہنستا جاتا تھا۔ اس نے ہوائی جہاز گرتا دیکھا۔

اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم حالیہ کبھی صفت کا کام بھی دیتے ہیں جیسے اب محنت کرنے والے لوگ کہاں رہے۔ وہ بہت روپے والا شخص ہے۔ سامنے ایک اجڑا ہوا باغ ہے۔ لٹا ہوا قافلہ جا رہا ہے۔ روتی صورت، گرتی ہوئی دیوار، کھولتا ہوا پانی۔

ان اسمار کی تانیث آخری الف کو ی سے بدلنے سے بنتی ہے جیسے رونے والا سے رونے والی، دبا ہوا سے دبی ہوئی، روتا سے روتی، گرتا ہوا سے گرتی ہوئی۔

جمع میں الف کو ے سے بدل جاتا ہے جیسے کرنے والا سے کرنے والے۔ گھبرایا ہوا سے گھبرائے

ہوئے۔ گرتا ہوا سے گرتے ہوئے۔

فعل معطوف

فعل معطوف۔ وہ فعل ہے جس کی حیثیت دوسرے فعل کے ساتھ عطفی ہوتی ہے۔ یعنی اس فعل کے آخر میں کے یا کر لگا ہوتا ہے۔ یہ علامت اپنے ماقبل فعل کو مابعد کے فعل سے ملاتی ہے، اسی وجہ سے پہلے فعل کو معطوف کہتے ہیں۔ جیسے وہ یہ کہہ کر بیٹھ گیا۔ یعنی اس نے یہ کہا اور بیٹھ گیا۔ وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ وہ یہ خبر سنا کے چل دیا۔

امر کے آگے کے یا کر بڑھانے سے فعل معطوف بنتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

بعض اوقات فعل معطوف کی حیثیت عطفی نہیں ہوتی، بلکہ اس کا تعلق دوسرے فعل سے بطور تمیز کے ہوتا ہے۔ جیسے وہ کھلکھلا کر ہنسا۔ یہاں کھلکھلا کر ہنسی کی کیفیت ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح وہ چلا کر بولا۔ لنگڑا کر چلتا ہے۔

اس قسم کے فعل معطوف متعلق فعل ہوتے ہیں۔

متعلق فعل

متعلق فعل وہ الفاظ ہیں جن کا تعلق فعل سے ہوتا ہے اور وہ فعل کی مختلف کیفیتوں کو بتلاتے ہیں۔ ان کی کئی قسمیں ہیں جو ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ زمان یا وقت کے لیے: اب، جب، کب۔

جیسے اب جائیے۔ اب کیا آجاؤں۔ فرمایئے آپ کب آئیں گے۔

ان کے علاوہ ذیل کے الفاظ بھی بطور متعلق فعل استعمال ہوتے ہیں: آگے، آج، کل، پرسوں، ترسوں، تڑکے، ترت، سویرے، اچانک وغیرہ۔ جیسے آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی۔ آج تو دیر ہو گئی۔ کل آیئے۔ میں بہت سویرے اٹھتا ہوں۔

فارسی کے الفاظ ہمیشہ، ہمہ وقت، گاہ گاہ، ناگاہ، ناگہاں، شب و روز بھی ان معنوں میں

مستعمل ہیں۔ وہ ہمیشہ مصروف رہتا ہے، وہ یکایک آپہنچا، وہ شب و روز اسی خیال میں منہمک رہتا ہے۔

۲۔ مکان یا جگہ کے لیے: یہاں، وہاں، جہاں، کہاں، جیسے یہاں آؤ، وہاں جائیے، جہاں جاؤ وہ موجود ہے۔ آپ کہاں گئے تھے۔

ان کے علاوہ کچھ اور الفاظ بھی ہیں جو متعلق فعل مکان کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً آگے، پیچھے، پرے، ورے، پاس، اوپر، نیچے، باہر، اندر۔

جیسے وہ آگے تھا اور میں پیچھے، پرے ہٹو، پاس آجاؤ، اوپر ہے، نیچے آؤ، باہر گیا ہے، اندر بلالو۔

ادھر، اُدھر، کدھر، جدھر سمت ظاہر کرنے کے لیے آتے ہیں، جیسے ادھر آؤ، تم کدھر چلے گئے، جدھر جاؤ باغ ہی باغ نظر آتے ہیں۔

۳۔ طور و طریقہ: یوں، جوں جوں، کیوں، کیونکر، کیسے (یعنی کیوں) جیسے یوں کہو۔ جوں جوں وہ بڑا ہوتا گیا اس کا ذہن کند ہوتا گیا، کیسے آئے، کیونکر کہوں۔

علاوہ ان کے دوسرے الفاظ یہ ہیں: — ٹھیک، اچانک، دھیرے، ہولے، لگاتار، برابر، تابڑ توڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، کھٹا بٹ، جھٹ، جھٹ پٹ۔

فارسی عربی کے الفاظ: تخمیناً، تقریباً، خصوصاً، زیادہ، بالکل، مطلق، بعینہٖ، بجنسہٖ، ہرچند، سوا، حسب، بجز، من وعن، باہم، فوراً، دفعتاً، ناگہاں، ناگاہ، یکایک، فی الفور، النقد، الغرض، فی الجملہ وغیرہ۔

۴۔ تعداد کے لیے: ایک بار، دو بار وغیرہ۔ اکثر، ایک ایک، دو دو، اتنا، جتنا، کتنا۔

۵۔ ایجاب و انکار کے لیے: ہاں جی، جی ہاں، نہیں، تو، شاید، غالباً، یقیناً۔ بیشک، بلاشبہ، ہرگز، زنہار، [illegible]، فی الحقیقت، درحقیقت۔

۶۔ سبب و علت کے لیے: اس لیے، اس طرح، چنانچہ، کیونکہ، لہٰذا۔

۷۔ مرکب متعلق: کبھی دو متعلق فعل مل کر آتے ہیں جیسے کب تک، جب کبھی، جہاں کہیں، جہاں جہاں، کہیں نہ کہیں، کبھی نہ کبھی، اِدھر اُدھر، اندر باہر۔

بعض اوقات تکرار سے آتے ہیں۔ مثلاً کہیں کہیں، کچھ کچھ، پیچھے پیچھے، آگے آگے وغیرہ جیسے کہیں کہیں لکھ دیا، کچھ کچھ پڑھ لیتا ہے، وہ پیچھے پیچھے تھا، میں آگے آگے

۸۔ بعض اوقات ایک ایک اور دو دو لفظ مل کر متعلق فعل کا کام دیتے ہیں۔ جیسے رفتہ رفتہ، خوشی خوشی، ایک ایک کرکے، روز، روز روز، آئے دن، گھڑی گھڑی، ہوتے ہوتے، دونوں وقت ملتے، آس پاس، اطراف و جوانب، جم جم، نت نت، کیوں نہیں، الگ الگ، صبح و شام، چوری چھپے، آہستہ آہستہ، جوں توں، جوں کا توں۔

عربی کے جملے: کما حقہ، حتی الامکان، من وعن، حتی المقدور، ماحصل کلام طوعاً و کرہاً، آخرالامر وغیرہ۔

۹۔ کبھی متعلق فعل یا اسم کے بعد سے، میں آنے سے تمیز بن جاتی ہے۔ جیسے بھولے سے، پھرتی سے، اتنے میں، فارسی کی ب، فارسی الفاظ کے ساتھ آنے سے کام دیتی ہے۔ جیسے بخوشی، بخوبی، بدل و جان، بسر و چشم وغیرہ۔

۱۰۔ بعض اسم وار کے ساتھ مل کر یہ معنی دیتے ہیں۔ جیسے تفصیل وار، ہفتہ وار، ماہوار، نمبروار وغیرہ۔ جیسے تفصیل وار بیان کرو۔ نمبروار لکھ دو۔ ہفتہ وار اطلاع دو۔

۱۱۔ بعض الفاظ و صفات بھی متعلق فعل کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً خوب، ٹھیک، بجا، درست جیسے خوب کہا، بجا فرمایا، ٹھیک کہتے ہو، درست فرماتے ہیں۔

ہزار اور لاکھ کثرت کے معنوں میں متعلق فعل کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے میں نے لاکھ سمجھایا کچھ اثر نہ ہوا، ہزار سر مارا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا۔

کبھی اسمائے عام بھی متعلق فعل کے معنوں میں آتے ہیں جیسے آنکھوں [illegible] ہے۔ بانسوں اچھلتا ہے، گھٹنیوں چلتا ہے۔ بھوکوں مرتا ہے، جھوٹوں بھی نہ پوچھا۔ (یہ سب الفاظ محاورے میں استعمال ہوتے ہیں۔)

۴۔ بعض اوقات حالیہ معطوفہ بھی متعلق فعل کا کام دیتے ہیں۔ جیسے کھلکھلا کر ہنسا، بلبلا کر رویا۔

حروف

حروف وہ غیر مستقل الفاظ ہیں جو تنہا بولنے یا لکھنے میں کوئی معنی نہ پیدا کریں، جیسے کو، تک، پر وغیرہ۔ ان کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ ربط ۲۔ عطف ۳۔ تخصیص ۴۔ فجائیہ

۱۔ ربط

حروف ربط وہ الفاظ ہیں جو ایک لفظ کا علاقہ کسی دوسرے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ ان الفاظ کی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے۔

۱۔ کا۔ کے۔ کی۔

یہ حروف اضافت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے آپ کا گھوڑا، ان کی کتابیں۔

۲۔ نے، یہ فاعل کی علامت ہے اور افعال متعدی میں فاعل کے ساتھ آتا ہے جیسے میں نے کہا، کلیم نے کھانا کھایا۔

۳۔ کو، سے۔

یہ مفعول کے ساتھ آتے ہیں۔ جیسے اس کو دے، مجھ سے کہو،

۴۔ تک، پر، سے، میں۔

یہ ظرفی اور طوری حالت کے لیے آتے ہیں۔ جیسے شہر تک گیا۔ چھت پر دیکھو، گھر سے بازار تک، حوض میں ڈال دو۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے الفاظ ہیں جو انھیں معنوں میں ربط کا کام دیتے ہیں۔ جیسے پیچھے، آگے، نیچے، پاس، بن، بیچ، اوپر، سمیت، باہر، ساتھ، سامنے، مارے، واسطے، لیے۔

مثالیں۔ درخت کے پیچھے بیٹھا ہے۔ اس کے آگے، تخت کے نیچے، گھر کے

پاس، اس کے بن چین نہیں آتا، چھت کے اوپر، سامان سمیت پہنچا، گھر کے باہر دیکھو، میرے ساتھ آؤ، اس کے سامنے، دھوپ کے مارے سر دکھنے لگا۔ اس کے واسطے کھانا لاؤ۔ ان کے لیے انتظام کرو۔

ان سب الفاظ کے بعد (سوائے سمیت کے) اضافت کی علامت "کے" پائی جاتی ہے۔ اسی طرح بہت سے فارسی عربی کے الفاظ بھی حروف ربط کا کام دیتے ہیں۔ جیسے بغیر، اندر، نزدیک، سوا، طرح، بعد، قبل، گرد، درمیان، برابر وغیرہ۔

جیسے اس کے بغیر، گھر کے اندر، میرے نزدیک وغیرہ، ان الفاظ کے بعد بھی حرف اضافت "کے" پایا جاتا ہے۔

ہندی کے بعض حروف ربط دو دو مل کر آتے ہیں اور ایک حرف کا کام دیتے ہیں، جیسے وہ چھت پر سے گر پڑا، نالی میں سے نکل گیا، یہ تو ہاتھ میں کا ہے۔

۲۔ حروف عطف

حروف عطف وہ ہیں، جو دو جملوں کے درمیان آتے ہیں اور دونوں کو ملانے کا کام دیتے ہیں۔ جیسے جوان اور بوڑھے، سب تھے۔ ہرکارہ آیا اور خط دے کر چلا گیا۔ میں تو آ گیا مگر وہ نہیں آیا۔

پہلی مثال میں "اور" نے دو لفظوں جوان اور بوڑھے کے ملانے کا کام دیا ہے۔ دوسری مثال میں "ہرکارہ آیا" اور "خط دے کر چلا گیا" دو جملوں کو حرف عطف "اور" نے ملایا ہے۔ تیسری مثال میں حرف عطف "مگر" دو جملوں کے درمیان آیا ہے اور دو جملوں کو ملایا ہے۔

حروف عطف کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ وصل ۲۔ تردید ۳۔ استدراک ۴۔ استثنا ۵۔ شرط ۶۔ علت ۷۔ بیانیہ۔

۱۔ وصل یہ حروف عطف دو لفظوں یا جملوں کو ایک جا جمع کرنے کے لیے آتے ہیں۔

وہ حرف یہ ہیں۔

احمد اور اشرف دونوں آئے۔ شاہ و گدا دونوں برابر ہیں۔

۲۔ **تردید:** حرف عطف تردید ایسے دو لفظوں یا جملوں کو ملاتے ہیں جن میں کوئی ایک مراد ہو۔ وہ یہ ہیں:

یا۔ یا ۔۔۔ یا، خواہ ۔۔۔ خواہ ۔۔۔ چاہے ۔۔۔ چاہے، نہ ۔۔۔ نہ جیسے، کتاب لو گے یا صندوق۔ پایہ لو یا وہ۔ خواہ تم آؤ خواہ اسے بھیج دو۔ چاہے رہو چاہے جاؤ۔ نہ وہ آیا نہ تم آئے۔

کبھی کر بھی ان معنوں میں آتا ہے جیسے آتے ہو کہ نہیں۔ یہاں کہ معنی "یا" کے ہیں۔

۳۔ **استدراک:** حروف استدراک میں سے جب کوئی دو جملوں کے بیچ میں آتا ہے جن کے مضمون میں مغائرت ہوتی ہے تو پہلے جملے میں جو شک و شبہ ہوتا ہے اسے حرف استدراک دور کر دیتا ہے۔ حروف عطف استدراک یہ ہیں: پر، لیکن، مگر، بلکہ۔

یہ سب سچ پر وہ نہیں مانتا۔ اس نے بہت کچھ کہا مگر میں نے ایک نہ مانی میں نے اسے سب چیزیں دکھائیں لیکن اس نے ایک پسند نہ کی۔ ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔

۴۔ **استثنا:** حروف عطف استثنا وہ ہیں جو کسی کو دوسروں سے الگ کریں۔

سب آئے، مگر وہ نہ آیا۔ سب آئے الّا وہ نہیں آیا۔

۵۔ **شرط:** حروف عطف شرط وہ ہیں جو کسی ایسے جملے کے ساتھ آئیں جس میں شرط پائی جائے۔

جب۔ جو۔ اگر۔

مگر، الّا۔

جب وہ آئے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ جو کہو تو میں آ جاؤں۔ اگر وہ نہ آیا تو مجھے جانا پڑے گا۔

پہلے جملہ میں حرف شرط ہوتا ہے اور اس کے جواب میں دوسرے جملے کے ساتھ "تو" آتا ہے، اسے حرف جزا کہتے ہیں۔

تو اور اگرچہ بھی ان معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے، اگرچہ وہ بیمار ہے، تو بھی مصروف ہے۔ گو اس نے وعدہ نہیں کیا، مگر پھر بھی امید ہے۔

۶۔ **علت:** حروف علت وہ ہیں جو سبب ظاہر کرتے ہیں۔

کیونکہ۔ اس لیے، لہٰذا۔

دولت کا اعتبار نہیں، کیونکہ وہ کسی کے پاس نہیں رہتی۔ وہ نہ آسکا۔ اس لیے کہ وہ بیمار ہے۔ آپ نے منع کر دیا تھا لہٰذا نہیں آیا۔

۷۔ **بیانیہ:** جب ایک جملہ کا بیان دوسرے جملہ میں ہوتا ہے تو یہ حرف بیانیہ جملے کے شروع میں آتا ہے۔ اس کے لیے عموماً "کہ" آتا ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ ادھر نہ آؤ۔ اس نے پوچھا کہ تم کب آؤ گے۔

۳۔ حروف تخصیص

حروف تخصیص جب کسی اسم یا فعل یا ضمیر کے ساتھ آتے ہیں تو معنی میں ایک خصوصیت یا حصر پیدا کر دیتے ہیں۔

حروف تخصیص یہ ہیں۔ ہی، تو، بھی۔

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی   جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

ہیں جہاں سو ہزار ہم بھی ہیں

فعل کے ساتھ بھی یہ حرف استعمال ہوتے ہیں۔

کسی نے ان کو سمجھایا تو ہوتا ؎

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

ہر شخص اپنی اپنی فکر میں مبتلا ہے۔ ہر چیز میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔

ہر ایک کے ساتھ بھی مل کر آتا ہے۔ جیسے ہر ایک آدمی پر لازم ہے کہ اپنا فرض ایمانداری سے ادا کرے۔ ہر ایک کا یہ مقدور نہیں ہے۔

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے   تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے   غالب

کوئی اور کسی کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ہر کسی کے کہنے کا یقین کیونکر ہو سکتا ہے۔ اب تو ہر کوئی تمھاری سی کہنے لگا۔

ہی۔ بعض اسما، ضمائر و حروف کے ساتھ مل کر مرکب الفاظ بناتا ہے۔ مثلاً کب ہی کے ساتھ مل کر کبھی ہوا۔

جب	ہی کے ساتھ مل کر		جبھی	ہوا
اب	〃	〃	ابھی	〃
تب	〃	〃	تبھی	〃
سب	〃	〃	سبھی	〃
کہاں	〃	〃	کہیں	〃
وہاں	〃	〃	وہیں	〃
یہاں	〃	〃	یہیں	〃
وہ	〃	〃	وہی	〃
یہ	〃	〃	یہی	〃
اس	〃	〃	اسی	〃
تم	〃	〃	تمھیں	〃
ہم	〃	〃	ہمیں	〃
تجھ	〃	〃	تجھی	〃
مجھ	〃	〃	مجھی	〃
جوں	〃	〃	جونھیں، جونہی	〃
یوں	〃	〃	یونھیں، یونہی	〃

۴۔ حروفِ فجائیہ

وہ الفاظ جو جوش اور جذبے میں بے تحاشا زبان سے نکل جاتے ہیں، جیسے ہیں ہیں! اوہو! ہائے وغیرہ۔

مختلف جذبات اور تاثرات کے لیے الگ الگ حروف مستعمل ہیں۔ بعض اوقات جملہ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ماشاء اللہ، سبحان اللہ، استغفر اللہ وغیرہ۔

حروفِ ندا۔ اے، یا، ہوت۔

اے اور یا کے سوا باقی حروف خلافِ تہذیب سمجھے جاتے ہیں، مثلاً ارے، ابے، اجی، اجے، او، ابے او۔

یہ الفاظ عموماً یا تو بے تکلفی میں یا چھوٹے درجے کے ذلیل لوگوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

فارسی میں کبھی (الف) اسم کے آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے شاہا، شاہنشاہا، بادشاہا، واعظا وغیرہ، مگر اُردو میں یہ استعمال صرف شعر میں ہوتا ہے۔

جسے بلاتے ہیں اسے منادیٰ کہتے ہیں۔ جب منادیٰ جمع کی حالت میں ہوتا ہے تو جمع کا آخری ن گر جاتا ہے۔ اے صاحبو! اے بھائیو! بعض وقت حرفِ ندا محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے لوگو دوڑو، صاحبو یہ کیا بات ہے۔

۲۔ خوشی اور مسرت کے لیے آہا، اہا، اوہو، واہ، سبحان اللہ، ماشاء اللہ۔

۳۔ رنج و تاسف کے لیے ہائے، وائے، آہ، اُف، اے وائے، ہائے رے، افسوس، حیف، ہیہات۔

۴۔ تعجب کے لیے سبحان اللہ، اللہ اللہ، اللہ اکبر، تعالیٰ اللہ، صلی اللہ، اوہ، اہا۔

۵۔ نفرت کے لیے دُر، دُور، تُف، تھو تھو، استغفر اللہ، معاذ اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، ہشت، چھی۔

۱۔ تحسین و آفریں کے لیے: سبحان اللہ، ماشاء اللہ، بارک اللہ، خوب، شاباش، جزاک اللہ، واہ وا، اللہ اللہ، صلی علیٰ، چشم بد دور۔

۲۔ پناہ مانگنے کے لیے: الامان، الحفیظ، الامان الامان، توبہ، الٰہی توبہ، معاذ اللہ، عیاذاً باللہ۔

۳۔ تنبیہ کے لیے: ہیں ہیں، ہوں، خبردار، دیکھو، سنو۔

تعریف

جملے کے ہر لفظ کے متعلق اس کے ضروری لوازم بیان کرنے کو تعریف کہتے ہیں۔ نیچے لکھی ہوئی مثالوں سے اس کی صراحت ہوگی۔

حامد کتاب پڑھتا ہے

حامد۔ اسم خاص، مذکر، واحد، حالت فاعلی۔

کتاب۔ اسم عام، مؤنث، واحد، حالت مفعولی۔

پڑھتا ہے۔ فعل حال معروف، واحد غائب، مذکر۔

اس نے ایک خوبصورت کتاب خریدی

اس نے۔ ضمیر شخصی، واحد غائب، حالت فاعلی۔

ایک۔ صفت عددی (کتاب کی صفت)

خوبصورت۔ صفت ذاتی (" " ")

کتاب۔ اسم عام، مؤنث، واحد، حالت مفعولی

خریدی۔ فعل ماضی مطلق، معروف، واحد، مؤنث

کلیم بیمار ہے

کلیم۔ اسم خاص، مذکر، واحد، مبتدا۔

بیمار۔ خبر۔ ہے۔ فعل ناقص، حال، واحد غائب۔

قفل توڑا گیا:۔ قفل۔ اسم عام، واحد، مذکر، حالت مفعولی۔

توڑا گیا۔ فعل ماضی مطلق مجہول، واحد مذکر غائب

وہ گھر سے شہر تک پیدل جاتا ہے

وہ۔ ضمیر شخصی غائب، واحد، مذکر، حالت فاعلی

گھر سے۔ متعلق فعل مکان (جاتا ہے)

شہر تک۔ متعلق فعل مکان (جاتا ہے)

پیدل۔ متعلق فعل مکان (جاتا ہے)

جاتا ہے۔ فعل لازم، حال مطلق، واحد، غائب، مذکر

آہا! آپ یہاں کیسے آئے

آہا۔ حرف فجائیہ، تعجب

آپ۔ ضمیر شخصی مخاطب، واحد، مذکر، حالت فاعلی

یہاں۔ متعلق فعل، مکان۔

کیسے۔ متعلق فعل۔ طور۔

آئے۔ فعل ماضی مطلق معروف، جمع غائب، مذکر۔

اشرف کا گھوڑا تھک گیا

اشرف۔ اسم خاص، واحد، مذکر، مضاف الیہ۔

کا۔ حرف اضافت

گھوڑا۔ اسم عام، واحد، مذکر، مضاف، حالت اضافی

تھک گیا۔ فعل لازم، ماضی مطلق، غائب، واحد، مذکر

بحمد

حصّہ دوم
نحو

اس فصل میں اول جملے کے اجزا (یعنی اسم صفت ضمیر وغیرہ) کے مختلف استعمال اور تغیرات سے بلحاظ جنس تعداد، حالت بحث ہوگی۔ اس کا نام ہم نے "نحو تفصیلی" رکھا ہے۔ اس کے بعد جملے میں اجزائے کلام کا باہمی تعلق اور جملے کی ساخت سے بحث کی جائے گی۔ اس کا نام نحو ترکیبی ہے۔

نحو تفصیلی

جنس و تعداد: جنس و تعداد کا ضروری بیان صرف میں ہو چکا ہے۔ یہاں چند خاص امور کا بیان کیا جاتا ہے۔ جن کا تعلق جملے میں زبان کے محاورے اور ان کے استعمال سے ہے۔

۱۔ تعظیم یا ادب کے موقع پر اُردو میں واحد کی جگہ جمع بولتے ہیں۔ بعض اوقات ایسے موقع پر واحد اسم یا صفت بھی قاعدے کے مطابق بدل کر جمع ہو جاتا ہے جیسے وہ بچارے کیا کہتے سُن کر چپ ہو رہے۔ وہ مجھ سے بڑے ہیں۔

۲۔ وقت، ناپ، تول، گنتی، قیمت، سمت کے الفاظ جب ان کے بعد حرف ربط، جمع کے موقع پر بھی واحد استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے وہ تین سال سے غائب ہے۔ میں چار ہفتے میں جاؤں گا۔ وہ ساٹھ برس کا ہے۔ تین گز میں شیروانی نہیں بن سکتی۔ چار من سے زیادہ غلہ نہ دینا۔ چار پیسے تک نہیں، سو روپے میں آئے گا۔ چاروں طرف سے حملہ کیا

(یہاں تین سالوں، چار ہفتوں، ساٹھ برسوں، تین گزوں، چار پیسوں، سو روپیوں، طرفوں

کہنا غلط ہے)۔

۲۔ بعض الفاظ اگرچہ درصل واحد ہیں، مگر زبان کے روزمرے اور محاورے میں جمع مستعمل ہیں۔

دام۔ (بمعنی قیمت) اس کتاب کے کیا دام ہیں۔
بھاگ۔ (بمعنی نصیب) اس کے بھاگ کھل گئے۔
کرتُوت۔ تمھارے کرتُوت تو اچھے نہیں۔
لچھن یہ دنیا میں رہنے کے لچھن نہیں ہیں۔
درشن آج ان کے درشن نہیں ہوئے۔

۳۔ بعض الفاظ کی صورت جمع کی ہے لیکن ان کا واحد کبھی استعمال نہیں ہوتا، جیسے ابھی اس کی مسیں نہیں بھیگیں۔ مسیں کا لفظ ہمیشہ جمع ہی آتا ہے۔ اس کا واحد نہیں اسی طرح "اوسان" کا لفظ ہے۔ جیسے، اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

احوال، اخبار، اولاد، اگرچہ جمع ہیں لیکن اُردو میں بطور واحد کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اس کی اولاد بہت نیک بخت ہے۔ اب میں اس کا احوال بیان کرتا ہوں۔ یہ اخبار ابھی شائع نہیں ہوا۔

۴۔ بعض اسما سوائے خاص صورتوں کے ہمیشہ واحد استعمال ہوتے ہیں۔

(ا) اکثر اسمائے کیفیت: جیسے چاروں کے چاروں سر کے درد میں مبتلا ہیں۔
ان طالب علموں کا مطالعہ وسیع ہے۔ ان لوگوں کا چال چلن اچھا ہے۔

(ب) مادّی اشیا، مثلاً سونا، چاندی، تانبا، رانگ، سیسا، پیتل، جست، تیل، پانی وغیرہ۔

(ج) پیداوار میں اکثر غلّوں وغیرہ کے نام جیسے باجرہ، جوار، مونگ، مکئی، مسور، شکر، گڑ، کھانڈ وغیرہ۔
اشیائے خوردنی۔ گھی، مسکہ، شہد، تمباکو وغیرہ۔

لیکن جملوں میں گیہوں، چنا، آم، جو جمع بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:
یہ گیہوں اچھے ہیں، ان آموں میں تیل نہیں۔ جو ابھی منڈی میں نہیں آئے۔ گھوڑے کو چنے کھلاؤ۔

۵۔ اُردو میں فارسی ترکیب اضافی کا مضاف صورت واحد میں واحد اور جمع دونوں کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں۔

ہمارے داغِ عصیاں داغ کیا کیا رنگ لائیں گے۔ (داغ)
پیر بکا میں ہوئے نالۂ گرم و لاسرد (ناسخ)
لکۂ ابر دھواں دھار چلے آتے ہیں (امیر)
فتنۂ خفتہ جاگ جاتے ہیں (مجروح)

۶۔ محاورے میں بعض لفظ جمع میں استعمال ہوتے ہیں جس سے کثرت یا شدت کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے بھوکوں مرے، انگلوں بڑھنا، سیروں غلّہ کھا گیا۔ گھنٹوں کھڑا رہا، برسوں اُمید واری کی۔

حالتیں: اُردو زبان میں اسم کی حالت بعض وقت تو خاص علامت سے پہچانی جاتی ہے۔ جیسے کلیم نے کہا۔ یہاں نے علامت فاعل ہے اور کلیم حالتِ فاعلی میں ہے۔ میں نے لشکر کو ایک کتاب دی۔ اس جملے میں کو علامتِ مفعولی ہے اور لشکر حالتِ مفعولی میں ہے لیکن بعض اوقات اسم کے ساتھ کوئی علامت نہیں ہوتی اور اس کی حالت جملے کے معنوں سے دریافت ہوتی ہے، جیسے احمد پڑھتا ہے، یہاں احمد اسم ہے۔ اور اس کے ساتھ کوئی علامت نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ وہ کس حالت میں ہے اس لیے جب ہم جملے کے معنوں پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ پڑھنے والا کون ہے۔ اس طرح اُردو میں اس کی چھ حالتیں ہیں۔

۱۔ فاعلی حالت ۲۔ ندائی حالت ۳۔ مفعولی حالت
۴۔ خبری حالت ۵۔ اضافی حالت ۶۔ طوری حالت

فاعلی حالت: فاعل کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔ جیسے وہ کھاتا ہے۔ میں نے کام ختم کر دیا۔ ان جملوں میں وہ اور میں فاعل ہیں۔ کیونکہ ان سے کام صادر ہوا ہے۔

نے علامتِ فاعل ہے۔ یہ علامت فاعل کے ساتھ ہر گز نہیں آتی۔ اس کے استعمال کے خاص موقعے ہیں جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

نے علامتِ فاعل کا استعمال

۱۔ نے علامتِ فاعل صرف متعدی فعل کی ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید اور ماضی احتمالی کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے میں نے کھانا کھایا۔ اس نے یہ بڑا کام کیا۔ سلیم نے احمد کو خط لکھا ہے۔ میں نے یہ خبر کل سنی تھی۔ اس نے بھی سنا ہوگا۔

۲۔ اگرچہ لانا، لے جانا، بھولنا، بولنا متعدی افعال ہیں۔ مگر اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ یعنی ان کے ساتھ نے نہیں آتا، جیسے: میں کتاب لایا۔ وہ رقعہ لے گیا۔ میں تمھارا نام نہیں بھولا۔

۳۔ ہارنا اور جیتنا جب متعدی ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ نے آتا بھی ہے اور نہیں بھی آتا۔ جیسے میں شرط ہارا۔ میں نے شرط ہاری، وہ بازی جیتا، میں نے بازی جیتی۔

۴۔ جب فعل متعدی کے ساتھ فعل امدادی لازم آتا ہے تو نے نہیں آتا جیسے میں خط لکھ چکا۔ میں سامان نہ بھیج سکا۔ لکھنا اور بھیجنا دونوں متعدی ہیں۔ لیکن چکنا اور سکنا امدادی فعل لازم ہیں۔ اس لیے نے کا استعمال نہیں ہوا۔

فعل لازم کے ساتھ اگر کوئی فعل امدادی متعدی آجائے تو بھی علامت فاعل کا اظہار نہیں کیا جاتا، جیسے وہ آلیا، وہ سولیا۔

لیکن جب امدادی فعل کے آنے سے فعل لازم متعدی بن جائے تو نے آئے گا۔ جیسے تم نے اسے کیوں جانے دیا۔ اس نے بیمار کو سونے نہ دیا۔ ان جملوں میں جانے دینا اور سونے دینا متعدی ہیں۔

ندائی حالت: ندائی حالت میں اسم بطور مخاطب کے استعمال ہوتا اور جملے سے الگ

متعلق نظر آتے ہیں۔

ندائی اور فاعلی حالت کا گہرا تعلق امر کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی کہے "تم ادھر آجاؤ"۔ اب اگر تم کی جگہ کوئی اسم استعمال کیا جائے تو جملے کی صورت یہ ہوگی۔ "احمد تم ادھر آجاؤ"۔ اس مثال سے ان دونوں حالتوں کا تعلق صاف ظاہر ہوتا ہے۔

ندائی حالت اکثر حروف ندا کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے اے دوست! او لڑکے! او بیرحم۔ مگر بعض اوقات حرفِ ندا نہیں بھی آتا۔ جیسے صاحبو! میری بات غور سے سنو۔ قبلہ آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ بیٹا ایسی بات منہ سے نہیں نکالتے۔

ان جملوں میں حرف ندا محذوف ہے۔

ہوت۔ دور سے بلانے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ابے، ابے حقارت کے لیے یا ادنیٰ لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ان کا استعمال فصیح نہیں خیال کیا جاتا۔

بے تکلفی میں ارے لفظ میاں کے ساتھ مل کر آتا ہے۔ جیسے:

"ارے میاں، جانے بھی دو۔"

بعض مقامات پر "ارے صاحب" "ارے جناب" بھی بولتے ہیں، مگر یہ فصیح نہیں۔

مفعولی حالت: مفعول وہ ہے جس پر فاعل کے فعل کا اثر پڑے۔ جیسے شریف نے کلیم کو مارا۔ اس نے کھانا کھایا۔ اسلم کتاب پڑھتا ہے۔

۱۔ جب فعل کا ایک ہی مفعول ہو اور ذی عقل ہو تو مفعول کے ساتھ "کو" یا "سے" (علامت مفعول) استعمال ہوتی ہے۔ جیسے حامد نے نشتر کو مارا۔ اس نے نوکر سے کہا۔

لیکن اگر مفعول غیر ذی عقل یا بے جان شے ہے تو اس کے ساتھ "کو" نہیں آتا۔ جیسے میں نے کھانا کھایا۔ بکری پانی پیتی ہے۔ فقیر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ذیل کی مثالوں سے دونوں طرح کے مفعول کے استعمال کی کیفیت معلوم ہوگی۔

میں نے احمد کو دیکھا	میں نے نقشہ دیکھا
میں احمد کو جانتا ہوں	میں ریاضی جانتا ہوں
میں نے نوکر کو مارا	میں نے سانپ کو مارا
اس نے سائیس کو پیٹا	گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

۲۔ "میں نے ایک آدمی دیکھا" یہ جملہ صحیح ہے۔ جب آدمی کا نام لیں یا کوئی اور تخصیص اشارے یا اضافت وغیرہ سے پیدا کریں تو "کو" لانا ضروری ہے۔ جیسے میں نے اس آدمی کو دیکھا، میں نے تمہارے بھائی کو دیکھا۔

۳۔ بعض افعالِ متعدی کے دو مفعول ہوتے ہیں۔ ایک مفعول اول اور دوسرا مفعول ثانی۔ مفعول اول وہ ہے جس پر فاعل کا اثر راست پڑتا ہے۔ جیسے میں نے تمہاری کتاب افضل کو دی۔ اس جملے میں دینا کا پہلا راست اثر کتاب پر پڑتا ہے۔ یہ مفعول اول ہے اور کتاب کسے دی؟ افضل کو۔ ایسی صورت میں مفعول اول کے ساتھ "کو" نہیں آتا بلکہ مفعول ثانی کے ساتھ آتا ہے جیسے میں نے فقیر کو ایک روپیہ دیا۔ اس نے سب کو مٹھائی کھلائی۔ انھوں نے ہری چند کو اپنا راجہ بنایا۔

۴۔ فعل متعدی کے طور پر مجہول میں فاعل نامعلوم ہوتا ہے اور مفعول قائم مقام فاعل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ "کو" نہیں آتا۔ جیسے کتاب کھوئی گئی۔ کپڑے خشک کیے گئے۔ نوکر بلایا گیا۔ چور پکڑا گیا۔

لیکن جب امر مجہول کا صیغہ استعمال ہوتا ہے تو اس وقت "کو" استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے فقیروں کو کھلا دیا جائے۔ پہلے مجھے بلایا جائے۔ اسے (اس کو) حکم فرمایا جائے۔

۵۔ اگرچہ عام طور پر "کو" علامت مفعول ہے لیکن بعض افعال کے ساتھ "سے" بطور علامت مفعول کے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہ مجھ سے لڑا۔ اس نے احمد سے کہا۔

بعض جملوں میں "کے" بھی "کو" کے بجائے آتا ہے۔ جیسے حامد نے اس کے تھپڑ مارا۔

سلیم نے نجم کے سر چپل لگایا۔ اس کے بیٹا ہوا۔

ان جملوں میں "کے" علامت مفعول ہے۔

خبری حالت: جو اسم جملے کے کسی فعل یا واقعے کی خبر دیتا ہے وہ خبری حالت میں ہوگا۔ جیسے، وہ شہر کا حاکم ہے۔ یہ صاحب افغانستان کے ایلچی ہیں۔ یہ شخص ہمارا نمائندہ ہے، محمود بیمار ہے۔

یہ حالت اکثر افعال ناقص میں پائی جاتی ہے۔

اضافی حالت: اضافی حالت کے معنی نسبت کے ہیں۔ کسی لفظ کی اضافی حالت سے اس لفظ کا تعلق یا نسبت دوسرے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس لیے جس لفظ کی طرف نسبت کی جاتی ہے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں اور جس لفظ کو منسوب کیا جاتا ہے اسے مضاف کہتے ہیں۔ مثلاً محمود کا گھوڑا بیمار ہے۔ اس جملے میں گھوڑا حالتِ اضافی میں ہے اور اپنا تعلق محمود سے ظاہر کرتا ہے تو گھوڑا مضاف اور محمود جس سے تعلق ظاہر کیا گیا ہے مضاف الیہ ہوا۔

اردو میں اضافی حالت مختلف قسم کے تعلقات کو ظاہر کرتی ہے۔ جس کی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

۱۔ ملک یا قبضہ ظاہر کرنے کے لیے۔ جیسے، یہ اس کے گھوڑے ہیں۔ وہ راجہ کی باندی ہے۔

۲۔ رشتہ یا قرابت کے لیے، جیسے مسعود کا چچا، اس کا باپ۔

۳۔ ظرف مکان یا ظرف زمان کے لیے جیسے متھرا کا باشندہ، ملک ملک کے جانور، یہ ایک منٹ کا کام ہے۔ چار دن کی بات ہے۔ یہ اگلے وقتوں کے لوگ ہیں۔

۴۔ کیفیت یا قسم کے لیے، جیسے اپنے بچپن کی بات ہے۔ نئی طرز کی، طرح طرح کی باتیں۔

۵۔ سبب علت کے لیے۔ جیسے راستے کا تھکا ماندہ، دودھ کا جلا چھاچ پھونک کر پیے، نیند کا ماتا۔

۶۔ اصل و ماخذ کے لیے جیسے چنبیلی کی خوشبو، باجے کی آواز۔

۷۔ وضاحت کے لیے۔ جیسے جمعہ کا دن، مئی کا مہینا۔

۸۔ عمر یا مدت کے اظہار کے لیے۔ جیسے چھ مہینے کا بچہ، ستر برس کا بوڑھا۔ پچاس برس کا واقعہ۔

۹۔ قیمت کے اظہار کے لیے۔ جیسے ایک روپے کے آم، اس کے کپڑے کے دام کیا ہیں۔ دو روپے کا گھی۔

۱۰۔ استعمال کے ظاہر کرنے کے لیے۔ جیسے پینے کا پانی، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

۱۱۔ تشبیہ کے لیے۔ جیسے اس کی کلائی خنجر کی کلائی ہے۔

۱۲۔ استعارہ کے لیے (استعارے کے معنی ہیں مانگ لینا۔ یعنی کسی شے میں جو کوئی خاص بات یا صفت پائی جاتی ہے، وہ اس سے مانگ کر کسی دوسرے سے منسوب کرنا) جیسے اس کے دل کا کنول کھل گیا۔

۱۳۔ ادنیٰ کا تعلق بڑے سے ظاہر کرنے کے لیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذرا سے تعلق سے سب چیز کو اپنی طرف منسوب کر لینا جیسے ہمارا ملک، ہمارا شہر۔

۱۴۔ صفت کے لیے۔ جیسے غضب کی گرمی ہے۔ قیامت کی دھوپ ہے۔ آفت کا پرکالہ۔

اسی طرح صفات کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قول کا سچا، دھن کا پکا، قسمت کا دھنی۔

۱۵۔ کل کے جزو کے لیے۔ جیسے قصے کا آغاز، پہاڑ کی چوٹی، پانی کی ایک بوند۔

۱۶۔ کل کے لیے۔ اس استعمال میں پورے یا سارے کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یعنی مضاف اور مضاف الیہ دونوں ایک ہی لفظ ہوتے ہیں۔ جیسے ڈھیر کا ڈھیر، قوم کی قوم اسی میں مبتلا ہے، آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔

۱۷۔ بعض صفات اور اسماء اور حروف ہمیشہ اضافت کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں وہ یہ ہیں
لائق، قابل، برابر، متعلق، موجب، موافق، نسبت، طرف، مطابق، بابت، مشابہ، قبل،
بعد، پاس، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، ہاں، لیے، واسطے، طرح۔

مثالیں: میرے لائق، آپ کے قابل، اس کی نسبت، سڑک کی طرف، اس کی بابت،
آپ کے مشابہ، میرے بعد، میز کے پاس، سید کے ہاں، اس کے بعد، مکان کے اوپر، حکم کے مطابق،
پلنگ کے نیچے، دیوار کے پیچھے، میری طرح وغیرہ۔

۱۸۔ بعض اوقات اضافت کے بعد کا اسم (مضاف) محذوف بھی ہوتا ہے۔ جیسے اس
نے میری نہ سنی (یعنی بات)، ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا (یعنی ایمان کی بات)، عجب رنگ میں ہیں۔
پوچھتے ہو کیا ان کی (یعنی ان کی حالت)

۱۹۔ بعض اوقات خاص کر نظم میں مضاف الیہ اور مضاف کی ترتیب بدل جاتی ہے جیسے
نام تو مجھے ان کا یاد نہیں۔ البتہ صورت یاد ہے (یعنی ان کا نام تو مجھے یاد نہیں)۔

یہی حال دُنیا میں اس قوم کا ہے   بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے

ظروفی حالت: ظروفی حالت کی کئی قسمیں ہیں۔ اس میں زمان و مکان، پیمائش، وزن،
قیمت، طریقہ، مقابلہ، ذریعہ سب آ جاتے ہیں۔

۱۔ مکان، یا مقام کی حالت عموماً تیرا پڑتے کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے شہر میں، گھر میں،
مدرسے میں، وہ مسند سے اٹھا اور کرسی پر آ بیٹھا۔ بنیا گدی پر بیٹھا ہے۔ گھوڑے پر سوار ہے، دہلی
جمنا پر واقع ہے۔ انگوٹھی میں ہیرا جڑا ہوا ہے۔

۲۔ زمانے کے لیے۔ جیسے یہ مکان ایک مہینے میں تیار ہو جائے گا، وہ کئی سال سے
بے کار ہے۔ میں چار دن میں آ جاؤں گا۔

۳۔ قیمت کے لیے۔ جیسے آپ نے یہ گھوڑا کتنے روپئے میں خریدا۔ یہ کتاب آٹھ آنے میں ملی۔

۴۔ وزن کے لیے۔ جیسے سیر میں چار چھٹانک ہیں۔ یہ تول میں کم ہے۔

۵۔ پیمائش کے لیے۔ جیسے یہ کمرہ طول میں پانچ گز اور عرض میں تین گز ہے، یہ دیوار اونچائی
میں کم ہے۔

۶۔ طریقہ ظاہر کرنے کے لیے۔ جیسے اس نے بڑی محنت سے کام لیا۔ غور سے ملاحظہ کیجئے
وہ بہت عزت سے پیش آیا۔

۷۔ مقابلہ یا فوقیت کے لیے۔ جیسے وہ مجھ سے بڑا ہے۔ مجھ میں اس میں بڑا فرق ہے۔
اسے تم پر ترجیح ہے۔

۸۔ ذریعہ کے لیے۔ جیسے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ قلم نہیں تو پنسل سے لکھ دو۔
اس نے کیل سے قفل کھول لیا۔ وہ باتوں میں پرچا لیا۔

۹۔ معیت کے لیے۔ جیسے وہ بڑے ساز و سامان سے آیا۔ میں نے روٹی سالن سے کھائی۔

۱۰۔ جدائی یا علیحدگی کے لیے، جیسے وہ چھت پر سے گر پڑا، وہ کام سے بھاگتا
ہے۔ یہ عقل سے بعید ہے۔ یہ بات دل سے نکال دو۔

۱۱۔ مصروفیت کے لیے، جیسے وہ دن رات مطالعہ میں مصروف رہتا ہے۔ وہ اپنے
کام میں ہے۔

۱۲۔ حالت یا کیفیت کے لیے۔ جیسے وہ اپنے حواس میں نہیں، نیند میں ہے، نشے میں ہے، مصیبت میں ہے۔ اس کے ہاتھ میں شغل ہے۔

۱۳۔ علت و سبب کے لیے۔ جیسے وہ مار کے خوف سے ڈرتا ہے، بھوٹ سے
نقصان پہنچتا ہے۔

۱۴۔ طرف اور جانب کے لیے۔ جیسے اس کی باتوں پر نہ جاؤ، اس پر کچھ بس نہ کیجئے۔
غرض اس قسم کے جتنے تعلقات حروف ربط کے ذریعے سے ظاہر کئے جاتے ہیں اور
جن میں کام کا کسی خاص طور سے واقع ہونا پایا جاتا ہے، وہ سب ظروفی حالت میں ہوں گے۔

صفت

صفات کی ساخت اور اقسام وغیرہ کا حال صرف میں کافی طور پر بیان ہو چکا ہے۔

یہاں چند خاص باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ صفت جب کبھی اسم کی کیفیت یا حالت بیان کرتی ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔

۱۔ توصیفی ۔ ۲۔ خبری

توصیفی۔ جیسے، خوبصورت جوان۔ نازک کلائی۔ نیلا آسمان وغیرہ۔

خبری۔ جیسے، وہ گھوڑا خوبصورت ہے۔ وہ بہت ذہین معلوم ہوتا ہے۔ وہ کئی روز سے بیمار ہے۔

ان مثالوں میں صفت بطور خبر کے استعمال ہوئی ہے۔

توصیفی حالت میں صفت ہمیشہ اسم کے ساتھ آتی ہے اور خبری حالت میں فعل کے ساتھ۔

۲۔ اُردو میں صفات اکثر اسماء کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہیں۔ اور جس طرح اسماء کی آخری علامت میں تبدیلی ہوتی ہے، ان میں بھی ہوتی ہے۔ جیسے:

چاہیئے اچھوں کو جتنا چاہیئے وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیئے

بُروں کی صحبت سے بچو، بڑوں کا ادب کرو، اور چھوٹوں پر شفقت۔ جاہلوں سے احتراز واجب ہے۔

۳۔ کبھی بعض اسم بھی صفت کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے اس کے ہاتھ پاؤں برف ہو رہے ہیں (یعنی بہت ٹھنڈے) اس زور سے بخار چڑھا کہ سارا جسم آگ ہو گیا (یعنی بہت گرم)

۴۔ صفات بعض اوقات متعلق فعل کا کام دیتی ہیں۔ جیسے وہ خوب بولتا ہے۔ وہ تیز چلتا ہے۔ یہاں خوب اور تیز متعلق فعل ہیں۔

۵۔ بعض اوقات صفت کی تکرار سے صفت کے معنوں میں ترقی ہو جاتی ہے۔ جیسے گرم گرم چائے (یعنی بہت گرم) دُور، دُور کے لوگ (یعنی بہت دُور کے لوگ) باریک باریک کپڑے (یعنی بہت باریک)

لیکن خاص حالتوں میں اس کے خلاف صفت کی تکرار سے کمی ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے یہ آم میٹھا میٹھا معلوم ہوتا ہے (یعنی کسی قدر میٹھا) یہ کالا کالا کیا ہے (یعنی کوئی چیز جو کالی سی ہے)۔

اس کا استعمال اکثر اسماء کے ساتھ جمع کی صورت میں ہوتا ہے، اس سے نہ تو صفت کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے اور نہ کمی، بلکہ صرف تعداد کی کثرت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے ایک طرف اونچے اونچے مکان تھے، دوسری طرف نیچے نیچے۔ لال لال بیر چن لو، اور ہرے ہرے پھینک دو۔

جب انتہا اور ترقی یا مبالغہ مقصود ہوتا ہے تو دونوں کے درمیان سے بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے بڑے سے بڑا کام۔ اونچے سے اونچا مکان۔

سا کا لفظ بھی صفت کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جس سے کسی قدر مشابہت کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے لال سا، یہ اپنی جگہ تو اچھا ہے مگر پھیکا سا معلوم ہوتا ہے۔ (یعنی کسی قدر پھیکا)

کبھی اسم یا ضمیر کے ساتھ صرف مشابہت کے معنی دیتا ہے جیسے پھول سے ہاتھ، مجھ سا گنہگار، آپ سا عقلمند، کبھی اضافت کے ساتھ آ کر کسی شے سے مشابہت ظاہر کرتا ہے جیسے ہاتھی کی سی سونڈ، گھوڑے کا سا منہ۔

جس طرح یہ صفت کے ساتھ آ کر مشابہت ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح اسم کے ساتھ مل کر صفت کے معنوں میں زیادتی پیدا کرتا ہے۔ جیسے:

"پھول سا ہلکا" پتھر سا سخت۔

بعض اوقات ایسی ترکیب میں سا کا لفظ محذوف ہوتا ہے اور اس سے بہت پاکیزہ مبالغہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے میٹھا شہد، یہ ایک چیز کے متعلق کہا جائے گا جو بہت میٹھی ہے۔ اسی طرح کڑوا زہر، لال انگارا، ہلکا پھول وغیرہ۔

ایک صفت عددی ہے۔ معنوں کے لحاظ سے اس کے مختلف استعمال ہیں جو ذیل میں دیے جاتے ہیں۔

کبھی یہ کسی کے معنوں میں آتا ہے جیسے ایک دن ایسا واقع ہوا۔ ایک شخص نے مجھ سے یہ کہا۔ ایک نے بھی میرا ساتھ نہ دیا۔ ان فقروں میں ایک شمار کے لیے نہیں آیا بلکہ اس کے معنی

کسی دن اور کسی شخص کے ہیں۔

اسی طرح ایک معین عدد کے ساتھ آ کر غیر معین عدد کے معنی دیتا ہے جیسے بیس ایک آدمی بیٹھے تھے۔ یعنی تخمیناً بیس۔

جب بہ تکرار آتا ہے تو اس کے معنی فرداً فرداً کے ہوتے ہیں۔ جیسے ایک ایک آؤ۔ ایک ایک دو۔

ہر ایک کے معنوں میں۔ جیسے اس نے آپ کا پیغام ایک ایک کو پہنچا دیا۔

ہم آج بیٹھے ہیں ترتیب دینے دفتر کو ورق جب اس کا اڑانے لگی ہوا ایک ایک

جب ایک ہی جملے کے دونوں فقروں میں آتا ہے تو دوسرے ایک کے معنی دوسرے کے ہوتے ہیں۔ جیسے ایک کو سائی، ایک کو بدھائی۔

ایک سب آگ، ایک سب پانی دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

اور اکثر ایک کے جواب میں دوسرا یا اس پر آتا ہے۔ جیسے ایک تو بیوقوف، دوسرے نفلس، ایک تو میں غمزدہ، اس پر آپ کی غفلت غضب ہے۔

کبھی کل یا سارے کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے ایک زمانہ یہی کہتا ہے، ایک عالم میں یکا چرچا ہے۔

کبھی یکساں کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میرے لیے وہ دونوں ایک ہیں۔

کبھی مبالغہ کے لیے، جیسے وہ ایک چھٹا ہوا ہے۔

کبھی بے نظیر کے معنوں میں۔ جیسے سارے خاندان میں ایک ہے۔ اپنے رنگ میں ایک ہے۔

کبھی اکیلے اور تنہا کے معنوں میں، جیسے کیا تمھارے ستانے کو ایک میں ہی رہ گیا ہوں۔

کبھی ذرا یا ادنیٰ کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے ؎

اک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

ایک نہ ایک محاورے میں کوئی نہ کوئی کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے :

آئے دن ایک نہ ایک تکرار لگا رہتا ہے۔ جب کبھی میں وہاں جاتا ہوں وہ ایک نہ ایک فرمائش ضرور کرتے ہیں۔

صرف میں بیان ہو چکا ہے کہ کمیت کے اظہار کے لیے اعداد معین کے آگے واو بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے آٹھوں پہر وہیں بیٹھا رہتا ہے۔ دونوں جہان میں بھلا ہوگا۔ لیکن جب زور دینا مقصود ہوتا ہے تو عدد حرف اضافت کے ساتھ بہ تکرار استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آٹھوں کے آٹھوں آگئے۔ دسوں کے دسوں دے دیے۔

ضمائر

۱۔ ضمیر جنس و تعداد میں اس اسم سے مطابق ہوتی ہے جس کے لیے وہ استعمال کی گئی ہے۔ جیسے میں نے کریم کو ہر چند سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا۔ وہ شخص جو کل آپ سے ملا تھا، چلا گیا۔

لیکن تعظیم کے موقع پر اگرچہ اسم واحد ہوتا ہے لیکن جو ضمیر اس کے بجائے استعمال ہوتی ہے جمع آتی ہے۔ جیسے آپ کے بلانے پر مولوی صاحب آئے تو سہی مگر انھوں نے اس مسئلہ کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ وہ صاحب جنھیں آپ نے بلایا تھا، تشریف لائے۔

۲۔ جب ضمائر شخصی حل کی فاعل ہوتی ہیں تو بعض اوقات محذوف ہوتی ہیں جیسے کل آؤں گا۔ یہاں میں محذوف ہے۔ امر کے ساتھ خصوصاً ضمیر فاعلی ظاہر نہیں کی جاتی ہے جیسے فوراً چلے آؤ۔

۳۔ جب ضمیر شخصی کے بعد ہی آتا ہے تو علامات فاعل و مفعول و اضافی و طور ہی عموماً ہی کے بعد آتی ہیں، جیسے مجھی سے مانگا تھا۔ ہمیں نے دیا تھا۔ اسی کا تو ہے۔ میں نے ہی کہا تھا۔ البتہ علامت فاعلی مستثنیٰ ہے۔ وہ دونوں طرح استعمال ہوتی ہے، اور متکلم میں ہمیشہ بعد ہی آتی ہے۔ جیسے میں نے ہی کہا تھا۔ جمع کی حالت میں دونوں طرح جائز ہے۔ جیسے ہمیں نے کہا تھا، یا ہم نے ہی کہا تھا۔

۴۔ آپ بجائے ضمیر مخاطب تعظیماً آتا ہے اور کبھی تعظیم کے خیال سے غائب کے لیے

کسی دن اور کسی شخص کے ہیں۔

اسی طرح ایک معین عدد کے ساتھ آکر غیر معین عدد کے معنی دیتا ہے جیسے بیس ایک آدمی بیٹھے تھے۔ یعنی تخمیناً بیس۔

جب تکرار آتا ہے تو اس کے معنی فرداً فرداً کے ہوتے ہیں۔ جیسے ایک ایک آؤ۔ ایک ایک دو۔

ہر ایک کے معنوں میں۔ جیسے اس نے آپ کا پیغام ایک ایک کو پہنچا دیا۔

ہم آج بیٹھے ہیں ترتیب دینے دفتر کو   ورق جب اس کا اڑانے لگی ہوا ایک ایک

جب ایک ہی جملے کے دونوں فقروں میں آتا ہے تو دوسرے ایک کے معنی دوسرے کے ہوتے ہیں۔ جیسے ایک کو ساتی، ایک کو بدھائی۔

ایک سب آگ، ایک سب پانی   دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

اور اکثر ایک کے جواب میں دوسرا یا اس پر آتا ہے۔ جیسے ایک تو بیوقوف، دوسرے مفلس، ایک تو میں غمزدہ، اس پر آپ کی غفلت غضب ہے۔

کبھی کل یا سارے کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے ایک زمانہ یہی کہتا ہے، ایک عالم میں یکا چرچا ہے۔

کبھی یکساں کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میرے لیے وہ دونوں ایک ہیں۔

کبھی مبالغہ کے لیے، جیسے وہ ایک چھٹا ہوا ہے۔

کبھی بے نظیر کے معنوں میں۔ جیسے سارے خاندان میں ایک ہے۔ اپنے رنگ میں ایک ہے۔

کبھی اکیلے اور تنہا کے معنوں میں، جیسے کیا تمھارے ستانے کو ایک میں ہی رہ گیا ہوں۔

کبھی ذرا یا ادنیٰ کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے ؎

اک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک   اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

ایک نہ ایک محاورے میں کوئی نہ کوئی کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے :

آئے دن ایک نہ ایک تکرار لگا رہتا ہے۔ جب کبھی میں وہاں جاتا ہوں وہ ایک نہ ایک فرمائش ضرور کرتے ہیں۔

صرف میں بیان ہو چکا ہے کہ کمیت کے اظہار کے لیے اعداد معین کے آگے واؤ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے آٹھوں پہر ادھیں ہیٹھا رہتا ہے۔ دونوں جہاں میں بھلا ہوگا۔ لیکن جب زور دینا مقصود ہوتا ہے تو عدد حرف اضافت کے ساتھ بہ تکرار استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آٹھوں کے آٹھوں آگئے۔ دسوں کے دسوں دے دیے۔

ضمائر

١۔ ضمیر جنس و تعداد میں اس اسم سے مطابق ہوتی ہے جس کے لیے وہ استعمال کی گئی ہے۔ جیسے میں نے کریم کو ہر چند سمجھایا، مگر وہ نہ سمجھا۔ وہ شخص جو کل آپ سے ملا تھا، چلا گیا۔

لیکن تعظیم کے موقع پر اگرچہ اسم واحد ہوتا ہے لیکن جو ضمیر اس کے بجائے استعمال ہوتی ہے جمع آتی ہے۔ جیسے آپ کے بلانے پر مولوی صاحب آئے تو سہی مگر انھوں نے اس مسئلہ کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔ وہ صاحب جنھیں آپ نے بلایا تھا، تشریف لائے۔

٢۔ جب ضمائر شخصی حالت فاعلی ہوتی ہیں تو بعض اوقات محذوف ہوتی ہیں جیسے کل آؤں گا۔ یہاں میں محذوف ہے۔ امر کے ساتھ خصوصاً ضمیر فاعلی ظاہر نہیں کی جاتی ہے جیسے فوراً چلے آؤ۔

٣۔ جب ضمیر شخصی کے بعد ہی آتا ہے تو علامات فاعل و مفعول و اضافی و طور ہی عموماً ہی کے بعد آتی ہیں، جیسے مجھی سے مانگا تھا۔ ہمیں نے دیا تھا۔ اسی کا ہے۔ میں نے ہی کہا تھا۔ البتہ علامت فاعلی مستثنیٰ ہے۔ وہ دونوں طرح استعمال ہوتی ہے، اور متکلم میں ہمیشہ بعد ہی آتی ہے۔ جیسے میں نے ہی کہا تھا۔ جمع کی حالت میں دونوں طرح جائز ہے۔ جیسے ہمیں نے کہا تھا، یا ہم نے ہی کہا تھا۔

٤۔ آپ بجائے ضمیر مخاطب تعظیماً آتا ہے اور کبھی تعظیم کے خیال سے غائب کے لیے

استعمال ہوتا ہے جس کا ذکر حصہ صرف میں ہو چکا ہے۔ لیکن آپ مخاطب کے لیے آئے یا نائب کے لیے۔ فعل اس کے لیے ہمیشہ جمع غائب آتا ہے۔ جیسے آپ تشریف لے چلیں۔ آپ آئے تھے۔ آپ کب جائیں گے۔

۵۔ اپنا ضمیر کے موقع پر جس جس طرح استعمال ہوتا ہے اس کا ذکر صرف میں ہو چکا ہے۔ علاوہ اس کے وہ بلا تعلق مرجع اور بھی کئی طرح استعمال ہوتا ہے۔

(۱) بعض وقت ضمیر متکلم کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے:

اپنا اُلّو کہیں نہیں گیا۔ یعنی ہمارا۔

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ — آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں (غالب)

ناصحوں سے کلام کون کرے — اپنی ایسوں سے گفتگو ہی نہیں (داغ)

(ب) بعض اوقات صفت کے معنی دیتا ہے۔ جیسے اپنی گرہ سے دینا، اپنی نیند سونا اور اپنی بھوک کھانا۔

(ج) جب مکرر آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا الگ الگ۔ جیسے اپنا اپنا کمانا اپنا اپنا کھانا۔ اپنا اپنا کام کرو۔ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ وہ سب تھچ بچے اُٹھے اور اپنا اپنا کام کرنے لگے۔

(د) کبھی بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اپنا اپنا ہے، پرایا پرایا۔ مجھے اپنا پرایا سب ایک ہے جب وہ اپنوں سے یہ سلوک کرتا ہے تو غیروں سے کیا کچھ نہ کرے گا۔ یہاں اپنے کے معنی عزیز اور رشتہ دار کے ہیں اور ان معنوں میں یہ لفظ ہمیشہ جمع استعمال ہوتا ہے۔

(ہ) کبھی خصوصیت کے لیے۔ جیسے اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے۔ دوسرے کاموں سے فرصت ملے تو اپنا کام بھی کروں۔

(و) کبھی محاورے میں "آپ" "بھی" "اپنے" "یا" "اپنی" کے بجائے آتا ہے، جیسے آپ بیتی۔ آپ کاج مہاکاج۔

(ب) "آپ سے آپ" اور "آپ ہی آپ" اور "آپ سے" خود بخود کے معنوں میں آتے ہیں۔

تیغ تو اوچھی پڑی تھی، گر پڑے ہم آپ سے

(ج) کبھی آپ کے بجائے آپے کا لفظ بھی محاورے میں استعمال ہوتا ہے جیسے آپے سے باہر ہو جانا۔ آپے میں آنا۔

۶۔ بعض اوقات ہم تم اور آپ کے ساتھ دوسرے اسم جمع مثل لوگ، صاحب اور حضرات کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ہم لوگ، تم لوگ، آپ صاحب، آپ حضرات وغیرہ۔

۷۔ "ہی" حرف تخصیص جب ہم، تم، وہ، یہ کے ساتھ آتا ہے۔ تو اُن کی صورت وہی، یہی (جمع میں اُنھیں، اِنھیں)، ہمیں، تمھیں ہو جاتی ہے۔ جیسے وہی آئے گا تو دوں گا۔ یہ غلطی ہمیں سے ہوئی۔ یہ تمھیں تو تھے۔

۸۔ یہ یا وہ کبھی ایسا کے معنوں میں بطور صفت کے آتا ہے، جیسے رونق کا یہ عالم تھا کہ اُس کے سامنے چاندنی گرد تھی۔

۹۔ حروف ربط کے اثر سے یہ اِس سے وہ اُس سے بدل جاتا ہے۔ جیسے اس میں، اس پر وغیرہ۔

علاوہ حروف ربط کے پاس، جگہ، گھر، طرف، سمت، جانب، رات، دن، مہینہ، سال، گھڑی، طرح، قدر، وغیرہ کے ساتھ آنے سے یہی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ جیسے اس جانب، اس طرح، اس قدر، اُس دن وغیرہ۔

۱۰۔ جمع میں یہ اِن اور وہ اُن ہو جاتا ہے۔ جیسے اِن کو، اُن پر۔

۱۱۔ کبھی یوں بھی ضمیر اشارہ قریب یہ کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے بہانے بنانے سے کیا فائدہ یوں کہیے کہ ملنا ہی نہیں چاہتے۔

۱۲۔ ضمائر استفہامیہ دو ہیں۔ کیا اشیاء کے لیے اور کون اشخاص کے لیے۔ اس کا مفصل ذکر صرف میں آ چکا ہے۔

۱۳۔ استفہام کی مختلف قسمیں ہیں اور وہ مختلف معنوں کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً:

(ا) محض استفسار کے لیے۔ جیسے "یہ کون ہے؟ یہ کیا ہے۔" اسے استفہامی بھی کہتے ہیں، جیسے اس شعر کے دوسرے مصرع میں

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے (غالب)

(ب) اقراری جس میں اقرار یا زیادہ اصرار پایا جائے جیسے یہ تمھارا قصور نہیں تو اور کس کا ہے؟ (یعنی تمھارا ہی ہے) یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ تم نہ کروگے تو کیا میرا کام نہ ہوگا؟

(ج) انکاری۔ جس میں انکار پایا جائے۔ جیسے "تمھارے کہنے سے کیا میں مان جاؤں گا (یعنی نہیں مانوں گا)۔"

(د) تجاہل کے معنوں میں یعنی جان بوجھ کر پوچھنا جیسے کسی کو لکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھنا کیا کر رہے ہو؟

یا مثلاً ایک مقرر زور دینے کے لیے سوال کرتا ہے، حالانکہ اُن کا جواب خود بھی جانتا ہے اور دوسرے بھی جانتے ہیں۔

(ہ) زجر و ملامت کے لیے۔ جیسے۔ کیا کرتے ہو؟

(و) تحقیر و توہین کے لیے جیسے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے غالب

(ز) حیرت و استعجاب کے لیے، جیسے "ایں! یہ کیا ہوا۔"

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟

(ح) انکسار کے لیے، جیسے ؎ ہم کیا ہیں کوئی کام جو ہم سے ہوگا؟

(ط) نفی کے لیے، جیسے "میں کیا جانوں؟"

(ی) استغنا کے لیے، جیسے "اسے لے کر کیا کروں گا؟"

۱۴۔ کیا کیا، بتکرار بھی آتا ہے۔ جس کے معنی کثرت کے ہوتے ہیں۔ جیسے کیا کیا کہوں، کیا کیا لکھوں، کیا کیا پوچھوں؟

۱۵۔ کون اور کون سا کا فرق پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کون سا ہمیشہ ایسی جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں کئی میں سے ایک مقصود ہو، مثلاً کئی کتابیں ہوں، اور پوچھیں کونسی چاہیے۔

۱۶۔ کون اور کیا۔ بعض اوقات تنکیری معنوں میں آتے ہیں۔ جیسے معلوم نہیں کہ کون آیا اور کون گیا۔ یہاں استفہامی معنی نہیں ہیں۔ کچھ معلوم نہیں اس نے مجھ سے کیا کہا تھا۔ میں کیوں کر وعدہ کروں، خدا جانے وہ کیا مانگ بیٹھے اسے معلوم نہ تھا کہ اس مکان میں کون رہتا ہے۔

۱۷۔ ایک ہی جملے کے دو حصوں میں کوئی اور کچھ الگ الگ ایک دوسرے کے جواب میں استعمال ہوتے ہیں۔ کرے کوئی، بھرے کوئی۔ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ کوئی مرے کوئی ملہار گائے، کچھ ہم سمجھے کچھ تم سمجھے۔ ایسے جملوں میں کوئی اور کچھ کے معنی ایک جگہ ایک اور دوسری جگہ دوسرے کے ہیں۔

۱۸۔ کوئی اور کچھ تکرار کے ساتھ قلت کے معنوں میں آتے ہیں۔ جیسے کوئی کوئی اب بھی مل جاتا ہے۔ کچھ کچھ باقی ہے۔

۱۹۔ کوئی نہ کوئی اور کچھ نہ کچھ بھی قلت یعنی ایک آدھ اور تھوڑا بہت کے معنوں میں آتے ہیں اور اس میں زیادہ زور ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی اب بھی نظر آجاتا ہے، اچھوں کی صحبت میں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوتا ہے۔

۲۰۔ کچھ کا کچھ، اور کچھ سے کچھ ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں ایک حالت سے دوسری حالت ہو جائے اور تغیر یا انقلاب پیدا ہو جائے۔ جیسے کچھ کا کچھ ہو گیا۔ کچھ سے کچھ ہو گیا۔ لیکن بعض اوقات کچھ کا کچھ اصل کے خلاف معنوں میں بھی آتا ہے۔ جیسے کچھ کا کچھ کہہ دیا، یا کچھ کا کچھ سمجھا دیا۔ یہاں بھی وہی معنی تغیر کے ہیں یعنی اصل کے خلاف یا اسے بدل کر کچھ کہہ اور کہنا یا کرنا۔

۲۔ کوئی کے بعد بعض اوقات سا بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کوئی سا دیدو۔ کوئی سا لے لو۔ یہ عموماً اس وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کئی میں سے ایک مقصود ہو۔ یہ استعمال بے جان اور جاندار دونوں کے لیے یکساں ہے۔ بغیر (سا) کے بھی کوئی ان معنوں میں آتا ہے۔ کوئی دیدو۔ کوئی بھی دیدو۔

۳۔ بعض اوقات کچھ جیسا اور جو ضمائر موصولہ کے ساتھ مل کر بھی آتا ہے اور اس میں زیادہ تر تنکیر پائی جاتی ہے۔ جیسے: جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ اور جو کچھ کہوگے کروں گا۔

۴۔ موصولہ اور استفہامیہ ضمیریں جب بہ تکرار آتی ہیں تو معنی کثرت کے دیتی ہیں مگر ان معنوں کا اطلاق کل پر فرداً فرداً ہوتا ہے جیسے اس نے جو جو کہا میں نے مان لیا۔ جس جس کے پاس گیا اُس نے یہی جواب دیا جن سے تعلق تھا کون کون آئے ہیں کس کس سے کہوں؟ کس کس کے پاس جاؤں؟ کیا کیا کہا؟

(۵) ضمائر موصولہ، استفہامیہ اور تنکیری، جب اسماء کے ساتھ آتی ہیں۔ تو صفت کا کام دیتی ہیں۔ جیسے جو شخص آئے فوراً میرے پاس بھیجدو۔ جس شخص کو کہو بھیجدوں۔ جن لوگوں نے ایسا کیا غلطی کی۔ یہ کون آدمی ہے؟ یہ کس شخص کی ملک ہے؟ کیا چیز چاہیئے۔ کوئی آدمی کام کا نہیں تھا۔ کچھ لوگ وہاں بیٹھے تھے۔

جو (بشمار جونسی، جونسے) اور کونسا (کونسی کونسے) بھی بطور صفت استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے جونسی کتاب کہو دلوادوں۔ کونسے کام پر جا رہا ہے۔ آج کونسی تاریخ ہے۔ کچھ نہ کچھ کام ضرور کرتے رہا کرو۔ روز کوئی نہ کوئی مہمان آجاتا ہے۔

نحو ترکیبی

اس حصے میں امور ذیل سے بحث ہوگی۔

۱۔ جملہ اور اس کے عناصر (یعنی مبتدا اور خبر)
۲۔ جملہ میں خبر و مبتدا اور اجزائے کلام کی مطابقت۔

۳۔ جملے کی تقسیم۔

جملہ

جملہ الفاظ کے ایسے مسلسل مجموعے کا نام ہے جس سے بات پورے طور پر سمجھ میں آجائے، خواہ تقریر میں ہو یا تحریر میں۔

ہر جملے کے اصل عنصر دو ہیں ایک مبتدا، دوسرا خبر۔

مبتدا وہ شخص یا شے ہے جس کا ذکر کیا جائے۔

جو کچھ اس شخص یا شے (یعنی مبتدا) کے متعلق کہا جائے وہ خبر ہے۔

مثلاً: "اشرف بیمار ہے"

اس جملے میں "اشرف" مبتدا ہے اور "بیمار ہے" خبر ہے۔

"وہ خوب پڑھتا ہے"

اس جملے میں "وہ" مبتدا ہے، اور جو کچھ اس کے متعلق بیان کیا گیا ہے، یعنی "خوب پڑھتا ہے" وہ خبر ہے۔

مبتدا

اُردو میں مبتدا مفصلۂ ذیل اجزائے کلام ہو سکتے ہیں۔

۱. اسم یا ضمیر فاعلی حالت میں جیسے:

احمد گھر گیا۔ وہ شام سے سو جاتا ہے۔

پہلے جملے میں اسم "احمد" اور دوسرے میں ضمیر "وہ" دونوں فاعلی حالت میں ہیں اور دونوں مبتدا ہیں۔

بعض اوقات دو یا دو سے زیادہ اسم یا ضمیریں فاعلی حالت میں جملے کی مبتدا ہوتی ہیں۔

جیسے:

(۱) شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔

(ب) ہم اور تم کل صبح سیر کو چلیں گے۔

۲۔ اعداد فاعلی حالت میں، جیسے:

"دو وہاں بیٹھے ہیں، ایک یہاں ہے۔"

اس جملے میں "دو" اور "ایک" فاعلی حالت میں ہیں اور مبتدا ہیں۔

۳۔ مصدر فاعلی حالت میں، جیسے:

نہانا تندرستی کے لیے ضروری ہے۔

یہاں نہانا مصدر فاعلی حالت میں ہے اور جملے کا مبتدا ہے۔

۴۔ کوئی فقرہ یا اس کا جزو جیسے:

"اس کا یہاں پہنچنا مشکل ہے۔ مگر میرا وہاں جانا آسان ہے۔"

اس مرکب جملے میں "اس کا یہاں پہنچنا" اور "میرا وہاں جانا" مبتدا ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مبتدا ہمیشہ فاعلی حالت میں ہوتا ہے۔

بعض اوقات مبتدا محذوف ہوتا ہے۔

۱۔ جہاں قرینے سے آسانی کے ساتھ مبتدا معلوم ہو سکتا ہے۔ مثلاً خطاب یا استفہام میں، جیسے:

کیا وہ گیا؟ ہاں گیا۔ بھائی جان یہ کیا کر رہے ہو۔؟ اب جائیے پھر آئیے گا۔

ان تینوں جملوں میں مبتدا محذوف ہے "ہاں گیا" میں "وہ" اور "یہ کیا کر رہے ہو" میں "آپ" اور تیسرے جملے میں بھی "آپ" محذوف ہے۔

۲۔ جب کہ فعل کی صورت سے خود بخود فاعل ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے، یتیم ہوں، غریب ہوں میرے حال پر رحم فرمائیے۔

یہاں ہوں فعل سے صاف ظاہر ہے کہ مبتدا ضمیر "میں" ہے جو محذوف ہے۔ صورت امریہ میں اکثر مبتدا محذوف ہوتا ہے، جیسے:

جاؤ اپنا کام کرو۔

یہاں کیوں آئے، کس نے بلایا تھا۔

۳۔ ضرب الامثال اور اسی قسم کے دوسرے جملوں میں اختصار کے خیال سے مبتدا محذوف ہوتا ہے۔ جیسے:

دوڑ کر چلے نہ رگرے   جس کا کھائے اُس کا گائے

جوتے ہل تو پاوے پھل

خبر

مفصلۂ ذیل اجزائے کلام خبر ہو سکتے ہیں۔

۱۔ فعل، جیسے میں کہتا ہوں۔

اس جملے میں "میں" مبتدا ہے اور "کہتا ہوں" خبر

۲۔ اسم یا ضمیر مفعولی، اضافی، ظرفی یا طوری حالت میں، جیسے میں نے احمد کو بلایا ہے۔ یہ تصویر کس کی ہے۔ وہ چھت ہے۔

۳۔ صفت، جیسے وہ شخص بہت جری ہے۔

۴۔ عدد۔ جیسے صرف چار دیدو، باقی تم رکھ لو۔

۵۔ کوئی فقرہ یا اس کا جز جیسے:

میں شاہ ایران کا بھیجا ہوا ہوں

اس جملے میں "شاہ ایران کا بھیجا ہوا" خبر ہے۔

مبتدا اور خبر کی توسیع

مبتدا اور خبر کبھی تو مفرد صورت میں ہوتے ہیں مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ الفاظ ان کے ساتھ ایسے آجاتے ہیں کہ مبتدا یا خبر کی مفرد صورت نہیں رہتی۔ بلکہ یہ سب مل کر مبتدا یا خبر ہوتے ہیں۔ اس اضافہ کا نام توسیع ہے۔

مبتدا کی توسیع

۱۔ مبتدا کی توسیع اسم سے یا ایسے اسم سے جو بطور بدل کے آتا ہے، ہوتی ہے۔ جیسے:

(ا) دہلی شہر بہت قدیم ہے۔

اس جملے میں دہلی مبتدا ہے اور شہر اس کی توسیع ہے۔

(ب) لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند بمبئی تشریف لائے۔

اس جملے میں "لارڈ ولنگڈن" مبتدا ہے اور "وائسرائے ہند" جو اس کا بدل ہے مبتدا کی توسیع ہے۔

(ج) سب گھر والے کیا چھوٹے کیا بڑے سب اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس جملے میں "کیا چھوٹے کیا بڑے" بدل ہے "سب گھر والے" کا جو مبتدا ہے۔

۲۔ مبتدا کی توسیع صفت سے بھی ہوتی ہے، جیسے:

ٹھنڈا پانی پلاؤ، باریک کپڑے نہ پہنو۔

اُجڑے گاؤں میں نہ جاؤ۔

کبھی دو یا دو سے زیادہ صفتیں بھی آتی ہیں، جیسے:

لمبے خوبصورت درخت کنارے کنارے لگاؤ۔

۳۔ اعداد سے بھی توسیع ہوتی ہے۔ جیسے:

چار سو مزدور جمع تھے۔ دونوں طالب علموں کو بلاؤ۔

۴۔ اضافی حالت سے، جیسے:

گلاب کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔

اس جملے میں پھول جو مضاف الیہ ہے مبتدا ہے اور گلاب کے اس کی توسیع ہے۔

خبر کی توسیع

مبتدا کی طرح خبر کی بھی توسیع ہوتی ہے۔

۱۔ اسم سے جیسے:

وہ اب بات چیت نہیں کر سکتا۔

اس جملے میں بات چیت خبر (نہیں کر سکتا) کی توسیع ہے۔

۲۔ اسم جو طوری حالت میں ہوتا ہے اس سے بھی خبر کی توسیع ہوتی ہے۔

جیسے وہ درخت کی پھننگ تک چڑھ گیا۔

اس جملے میں پھننگ طوری حالت میں ہے اور پھننگ تک خبر کی توسیع ہے۔

۳۔ اضافی حالت سے بھی توسیع ہے۔ جیسے:

میں کنویں کا پانی نہیں پیتا۔

اس جملے میں کنویں کا پانی، خبر کی توسیع واضح ہوئی ہے۔

۴۔ خبر کی توسیع صفت سے بھی ہوتی ہے۔ جیسے:

میرے کپڑے صاف کر دو۔ میرا سامان مقفل رکھو۔

۵۔ اسی طرح اعداد سے بھی توسیع ہو سکتی ہے۔ جیسے:

اشرف نے چار آم کھائے۔

کبھی فعل معطوف سے توسیع ہو سکتی ہے، جیسے:

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

یہاں کھلکھلا کر فعل معطوف ہے اور خبر کی توسیع واقع ہوا ہے۔

۶۔ متعلق فعل یا تمیز سے بھی توسیع ہوتی ہے جیسے

وہ بہت آہستہ آہستہ چلتا ہے۔

اس جملے میں بہت آہستہ آہستہ جو متعلق فعل یا تمیز ہے خبر کی توسیع کرتا ہے۔

مطابقت

مطابقت چار قسم کی ہے۔

۱۔ صفت کی (جو توصیفی ہو) اپنے اسم یا موصوف سے۔

۲۔ صفت کی (جو خبری ہو) اپنے اسم سے۔

۳۔ حروف اضافت کی مضاف سے۔

۴۔ خبر (یا فعل) کی مبتدا سے۔

اب ان سب کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

۱۔ صفت توصیفی کی مطابقت موصوف سے پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ سوائے ان صفات کے جن کے آخر میں آ ہوتا ہے اور جن میں جنس و تعداد کے لحاظ سے تبدیلی واقع ہوتی ہے، باقی تمام صفات ہر حالت میں ویسی ہی رہتی ہیں اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوتی، جیسے: ہوشیار لڑکا، ہوشیار لڑکے، ہوشیار لڑکیاں۔

لیکن جب ایک صفت کئی مختلف جنس اور مختلف تعداد کے اسماء کی تعریف کرے تو مطابقت میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

(ا) صفت (جنس و تعداد میں) اس اسم کے مطابق ہوتی ہے جو اس سے متصل ہے۔

جیسے: مجھے اس کی چھچھوری باتوں اور کاموں سے کچھ غرض نہیں۔

اس جملے میں چھچھوری کا لفظ باتوں کی وجہ سے مؤنث استعمال ہوا ہے اگرچہ اس کا تعلق کاموں سے بھی جو مذکر ہے۔

دُور ہی سے اُونچے اونچے مکان اور مسجدیں نظر آ رہی تھیں۔

یہاں اُونچے اونچے مکان اور مسجدیں دونوں کی صفت ہے۔ چونکہ مکان صفت کے متصل تھا، اس لیے صفت مذکر استعمال ہوئی۔

(ب) صفت جب کسی اسم کے ساتھ بطور خبر کے آتی ہے تو وہ جنس و تعداد میں مبتدا کے تابع ہوتی ہے۔ جیسے اس کی لڑکی کالی ہے۔ اس کا لڑکا کالا ہے، اس کے لڑکے کالے ہیں۔

لیکن متعدی افعال میں اگر صفت خبری مفعول سے متعلق ہے اور مفعول ساتھ علامت

کو موجود ہے تو صفت ہر حالت میں واحد ہوگی اور اس پر مفعول کی جنس و تعداد کا کچھ اثر نہ ہوگا، جیسے: میں نے وہاں کے آدمیوں کو کالا پایا۔ میں پہاڑی عورتوں کو کالا خیال کرتا تھا۔ اگر علامت مفعول کو نہ ہو تو یہ صفت مفعول کی جنس و تعداد کے تابع ہوگی، جیسے میں نے یہاں کے لوگ کالے پائے، میں نے یہاں کی عورتیں کالی پائیں۔ میں نے یہاں کے آم میٹھے دیکھے۔

(ج) صفت جو متعلق فعل (یا تمیز) کے طور پر آتی ہے، اس کا اثر فعل کی تذکیر و تانیث پر نہیں ہوتا، جیسے: تم نے اچھا کیا۔ تم نے خوب کیا۔ یہاں اچھا اور خوب کی تذکیر و تانیث سے کچھ بحث نہیں۔

۳۔ حرف اضافت کی مطابقت۔

(ا) حرف اضافت ہمیشہ مضاف کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی اگر مضاف مذکر واحد ہے تو حرف اضافت کا آئے گا، مؤنث واحد اور جمع میں کی اور مذکر جمع میں کے، جیسے:

امجد کا گھوڑا، امجد کی کتابیں، امجد کے گھوڑے۔

(ب) جب مضاف کئی مختلف جنس یا مختلف تعداد کے اسماء ہوں تو حرف اضافت قریب کے مضاف کے مطابق ہوگا۔ جیسے:

اس کی لڑکیاں اور لڑکے یہیں ہیں۔

اس جملے میں لڑکیاں اور لڑکے دونوں مضاف ہیں، ایک مؤنث، دوسرا مذکر لیکن چونکہ لڑکیاں کا لفظ قریب تھا، اس لیے کی حرف اضافت استعمال ہوا۔

۴۔ فعل جنس و تعداد میں مبتدا کے مطابق ہوتا ہے، جیسے:

سب دولت ڈھونڈتے ہیں، لکھنے پڑھنے کا سامان یہیں۔

لیکن ان متعدی افعال کی حالت مختلف ہے جن کے افعال ماضی میں فاعل کے ساتھ نے آتا ہے اس کا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔

جب مبتدا فقرہ یا جزو جملہ ہوتا ہے تو فعل ہمیشہ واحد آتا ہے، جیسے:

سانچ کو آنچ نہیں بالکل صحیح ہے

یہاں سارنگ کو آنج نہیں مبتدا ہے جس کے لیے فعل واحد کا استعمال ہوا ہے۔

جب مبتدا تعظیمی ضمیر تعظیمی جمع یا تعظیمی لفظ ہو۔ اگرچہ مقصود اس سے واحد ہو تو بھی خبر یعنی فعل جمع ہوگا۔ جیسے :

آپ کب تک قیام فرمائیں گے ؟ مولوی صاحب ابھی تشریف نہیں لائے۔

جب فاعل یا مبتدا ضمیر جمع ہو اور اس میں مذکر اور مؤنث دونوں شامل ہوں، تو فعل مذکر ہی آئے گا۔ جیسے زینب نے اپنے میاں سے کہا۔ اب ہم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ اُس نے میاں بیوی کو صاف کہہ دیا کہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔

جب مبتدا دو یا دو سے زاید ایسے اسما، یا ضمائر پر مشتمل ہو جو مختلف جنس اور مختلف تعداد کے ہیں تو فعل عموماً سب سے قریب کے اسم سے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے :

آدمی کے پاس دو کان، دو آنکھیں اور ایک منہ ہے۔

اس کے پاس چند کپڑے، ایک چھتری اور دس پانچ کتابیں تھیں۔

اگر سب کے سب واحد اور ایک جنس کے ہیں تو فعل جنس و تعداد میں مبتدا کے تابع ہوگا۔ جیسے : اُس سے کم ہمتی اور بزدلی پیدا ہوتی ہے۔ ایسی باتوں سے رعب اور وقار جاتا رہتا ہے۔

لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ جمع ہیں تو فعل (خبر) جمع ہوگا، ایسی حالت میں جمع کا لفظ فعل سے متصل آ جانا چاہیے، جیسے :

اُس کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ میز اور کرسیاں گر پڑیں۔

۵۔ جب دو اسم ہوں اور ان کے آخر لفظ اور فعل یا دونوں کے دونوں آئے تو فعل جمع آئے گا یعنی اگر دونوں مؤنث ہیں تو فعل جمع مؤنث، دونوں مذکر ہیں تو جمع مذکر۔ جیسے :

اُس کی بہن اور لڑکی دونوں آگئیں۔ اس کا بیٹا اور بھائی دونوں کے دونوں مر گئے۔

اور اگر ایک مؤنث اور دوسرا مذکر ہے تو فعل مذکر جمع ہی آئے گا۔ جیسے :

چمپا اور نیلم دونوں آگئے۔ ماں اور بچہ دونوں بچ گئے۔

مگر جب دو یا دو سے زاید اسم فاعل یا مبتدا ہوں اور اُن کے ساتھ آخر میں سب کا لفظ آئے تو فعل جنس و تعداد میں آخر اسم کے مطابق ہوگا۔ جیسے اُس کا مال و اسباب، جاگیر، مکانات سب بک گئے۔ اُس کا مال و اسباب گھر بار سب بک گیا، اس کا تمام سامان، مکان اور دوکانیں سب بک گئیں۔

اسی طرح سب کا سب واحد مذکر، سب کے سب جمع مذکر اور سب کی سب مؤنث، (واحد و جمع) کے لیے آتے ہیں۔

لیکن جب آخر میں سب کچھ آئے تو فعل ہر حالت میں واحد ہوگا جیسے :

مال و اسباب، جاگیر، مکانات، سب کچھ بک گیا اور جب آخر میں کوئی یا کچھ ہو تو بھی فعل واحد مذکر ہوگا۔ جیسے :

باپ، بیٹا، بھائی، بہن، جورو کوئی ساتھ نہ جائے۔

مال و اسباب، باغ و جاگیر کچھ نہ رہا۔

۶۔ جب مبتدا دو یا زائد ایسی ضمیروں پر مشتمل ہو جن کی نوعیت الگ الگ ہو۔ یعنی کوئی متکلم ہو، کوئی مخاطب اور کوئی غائب تو فعل (خبر) جمع ہوگا، جیسے :

ہم تم وہاں گئے تھے، وہ اور میں رستہ بھول گئے، میں اور تم وہاں مل کر چلیں گے۔ وہ اور میں ساتھ ساتھ آئے۔

۷۔ جب مبتدا اسم جمع ہو تو فعل واحد ہوگا، جیسے فوج جا رہی ہے۔ مجلس ہو رہی ہے وغیرہ۔

۸۔ کتابوں، اخباروں اور رسالوں کے نام گو بصورت جمع ہوں مگر وہ مثل واحد کے استعمال ہوتے ہیں۔ اور ان کے لیے فعل واحد ہی آتا ہے، جیسے : تعزیرات ہند چھپ گئی ہے۔ میں نے قصص ہند ختم کر لی۔ لطائف ہندی پہنچی (چونکہ کتاب مؤنث ہے، اس لیے فعل واحد مؤنث استعمال ہوتا ہے) اخبار اور رسالے مذکر ہیں۔ اس لیے ان کے لیے فعل واحد مذکر آتا ہے۔ جیسے "اردو" آ گیا ہی

موصول ہوا" "آدبی دنیا" ابھی نہیں آیا۔

۹۔ افعال ناقص میں جب مبتدا اور خبر دونوں اسم ہوں تو فعل مبتدا کے مطابق ہونا چاہیے۔

ظلمتِ عصیاں سے میری بن گیا شب روزِ حشر (ذوق)

یعنی میری ظلمت اور عصیاں سے روزِ حشر شب بن گیا۔ یہاں یہ کہنا کہ روزِ حشر شب بن گئی، صحیح نہ ہوگا۔ اسی اُستاد نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے:

تیغِ خمیدہ یار کی لوہے کا پل ہوا۔

یہ صحیح نہیں ہے۔ یوں ہونا چاہیے تھا کہ "یار کی تیغِ خمیدہ لوہے کا پل ہوئی" کیونکہ تیغِ خمیدہ جو مبتدا ہے، مونث ہے۔

یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے موقع پر فعل ہمیشہ مبتدا کے تابع ہوتا ہے۔ ذیل کی کچھ مثالوں کو دیکھو۔

چنبیلی کی بیل اچھا خاصا پردہ ہوگئی، بانس جھک کر کمان بن گیا۔

اس کا لڑکا اتنی مدت کے بعد لڑکی ہوگیا۔ یہ الماری چڑیوں کا اڈّہ بن گئی ہے۔

۱۰۔ جب مبتدا ایسا اسم ہو جس کے ساتھ مصدر ملا ہوا ہے تو مصدر جنس میں مبتدا یا خبر کے مطابق ہوگا یعنی اگر مبتدا یا خبر مذکر ہے تو مصدر کی صورت بھی مذکر ہوگی اور اگر وہ مونث ہے تو مصدر بھی مونث کی صورت میں ہوگا، جیسے وہاں بات کرنی دشوار ہے۔ مطلب نکالنا بھی ایک ہنر ہے۔ غزل لکھنی لوہے کے چنے چبانا ہے۔

لیکن بعض لوگ ہر حالت میں مصدر کو اصلی حالت میں رکھنا مناسب خیال کرتے ہیں، جیسے بات کرنا، غزل لکھنا وغیرہ۔

۱۱۔ کبھی مبتدا مذکور نہیں ہوتا۔ قرینے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں خبر یعنی فعل تعداد و جنس میں محذوف مبتدا کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسے:

اب تو آرام سے گزرتی ہے (یعنی زندگی)

جملے کی تقسیم

صورت کے لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مفرد ۲۔ مرکب

اسی طرح معنوں کے لحاظ سے بھی اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ خبریہ ۲۔ انشائیہ

پہلے صوری تقسیم کا ذکر کیا جائے گا۔ اس کے بعد معنوی تقسیم کا بیان ہوگا۔

جملے کی صوری تقسیم

مفرد جملہ

مفرد جملہ وہ ہے جس میں صرف ایک مبتدا ہو اور ایک خبر جیسے:

۱۔ شریف نہیں آیا۔ ۲۔ وہ بلند آواز سے پڑھتا ہے۔

پہلے جملے میں "شریف" مبتدا ہے اور "نہیں آیا" خبر۔ دوسرے جملے میں "وہ" مبتدا اور "بلند آواز سے پڑھتا ہے" خبر۔

مرکب جملہ

جب دو یا دو سے زیادہ مفرد جملے مل کر کسی ایک مفہوم یا خیال کو ادا کریں تو ایسے جملہ کو مرکب جملہ کہتے ہیں۔ جیسے:

میں آگے آگے جا رہا تھا اور وہ پیچھے آ رہا تھا۔

یہ جملہ مرکب ہے کیونکہ اس میں دو جملے ہیں۔ ایک "میں آگے آگے جا رہا تھا" دوسرا "وہ پیچھے آ رہا تھا"۔

اگر وہ نہ گیا تو میں بھی نہ جاؤں گا۔

یہ بھی مرکب ہے "اگر وہ نہ گیا" ایک جملہ ہے۔ اور "تو میں بھی نہ جاؤں گا" دوسرا

جملہ ہے۔ ان دونوں سے مل کر مرکب جملہ بنا۔

مرکب جملے کی قسمیں

مرکب جملے کی دو قسمیں ہیں:

١۔ مطلق ٢۔ ملتف

جب کسی مرکب جملے میں ہر مفرد جملہ جداگانہ برابر کی حیثیت رکھتا ہے، اور اپنے معنوں کے لیے ایک دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا تو ایسا مرکب جملہ مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے:

مینھ برس رہا تھا اور بجلی چمک رہی تھی

یہ مرکب جملہ مطلق ہے۔ اس میں دو مفرد جملے ہیں۔ جن کے بیچ میں حرف عطف "اور" آیا ہے جو ان دونوں کو ملاتا ہے۔ یہ دونوں مفرد جملے برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور معنوں کے لیے کسی کو دوسرے کی احتیاج نہیں۔ یعنی الگ الگ بھی یہ اپنے پورے معنی رکھتے ہیں۔ اس لیے اس جملے کو مرکب جملہ مطلق کہیں گے۔

ملتف جملہ، وہ مرکب جملہ ہے جس میں ایک جملہ تو اصل ہوتا ہے اور باقی جملے اس کے تحت ہوتے ہیں۔ یعنی جب تک ذیلی جملے اصل جملے سے ملاکر پڑھے یا بولے نہ جائیں، اس وقت تک پورا مفہوم یا خیال ادا نہ ہو جیسے:

وہ کاریگر، جسے آپ نے بلایا تھا حاضر ہے۔

یہ مرکب جملہ ملتف ہے۔ اس میں اصل جملہ ہے "وہ کاریگر حاضر ہے"۔ اور ماتحت یا ذیلی جملہ ہے "جسے آپ نے بلایا تھا" پوری بات سمجھنے کے لیے دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

ملتف جملہ مطلق جملے سے بالکل مختلف ہے مطلق جملہ میں ہر جملہ آزاد ہوتا ہے اور اپنے پورے معنی رکھتا ہے۔ ملتف جملے میں یہ نہیں ہوتا۔ اس میں ایک جملہ خاص یا اصل ہوتا ہے اور باقی جملے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اور جب تک یہ خاص جملے سے ملاکر پڑھے یا بولے نہ جائیں اس

وقت تک بات کا پورا مفہوم ادا نہیں ہوتا۔

مطلق جملے کی قسمیں

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مرکب مطلق جملے میں جتنے جملے ہوتے ہیں، وہ سب برابر کی حیثیت کے ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسے جملے ہم رتبہ کہلاتے ہیں۔

یہ ہم رتبہ جملے حروف عطف کے ذریعے سے ملتے ہیں اور جن حروف عطف کے ذریعے سے وہ ملتے ہیں۔ انھیں کے ناموں کے لحاظ سے ان جملوں کی چار قسمیں کی گئی ہیں اور انھیں حروف کے ناموں پر ان جملوں کے نام بھی رکھے گئے ہیں وہ چار قسمیں یہ ہیں:۔

١۔ وصلی ٢۔ تردیدی

٣۔ استدراکی ٤۔ سببی

١۔ جملہ مطلق وصلی، وہ ہے جو حرف عطف وصل کے ذریعے سے دوسرے جملہ سے ملتا ہے، اور اس حرف کا کام صرف یہ ہے کہ جملوں کو اکٹھا جمع کرے۔ جیسے:

عابد کل آیا تھا، اور آج چلا گیا۔ وہ دن کو سوتا ہے اور رات کو جاگتا ہے۔ سورج صبح کو نکلتا اور شام کو غروب ہو جاتا ہے۔

یہ سب مرکب جملے ہیں جو دو دو مفرد جملوں سے بنے ہیں اور یہ مفرد جملے حرف عطف "اور" کے ذریعے سے باہم ملے ہیں۔ چنانچہ ہر مفرد جملہ ہم رتبہ ہے اور پورا جملہ مرکب جملۂ مطلق ہے۔

٢۔ جملۂ مطلق تردیدی:۔ یہ وصلی جملہ کی ضد ہے۔ تردیدی جملہ میں حرف عطف اگرچہ دو مفرد جملوں کو ملاتا ہے لیکن معناً جدا کرتا ہے۔

تردیدی جملوں میں ہمیشہ دو باتیں ہوتی ہیں جن میں سے ایک کی تردید ہوتی ہے۔ یعنی دو میں سے کسی ایک کا ہونا یا اختیار کرنا پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگا۔

تردیدی جملہ میں دو مفرد جملوں کے ملانے کے لیے حروف عطف تردید آتے ہیں،

(کر (یعنی یا)

تم نے کچھ کھایا کہ نہیں   وہ گیا کہ نہیں

ورنہ نہیں تو

حاکم کو ہمدرد ہونا چاہیے ورنہ رعایا بد دل ہو جائے گی۔

یہاں سے فوراً چل دو   نہیں تو مشکل پڑ جائے گی

خواہ ۔۔۔ خواہ ۔۔۔ چاہے ۔۔۔ چاہے

خواہ یہاں رہو خواہ وہاں۔ چاہے دکانداری کرو چاہے ملازمت

نہ ۔۔۔ نہ

نہ خود گیا نہ مجھے کھایا۔ نہ انکار کیا نہ اقرار۔

اس قسم کے جملوں میں عموماً پہلا نہ محذوف ہوتا۔ جیسے:

خود گیا نہ مجھے جانے دیا۔ وہاں آقا تھا نہ نوکر

خواہ، چاہے، نہ یہ تینوں جوڑا جوڑا آتے ہیں۔ ایک بار پہلے جملے میں اور دوسری بار دوسرے جملے میں جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

۲۔ استدراکی جملے: استدراکی جملہ میں دو بیانات کا مقابلہ ہوتا ہے۔ یہ مقابلہ تین قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ دوسرا بیان پہلے بیان کے خلاف یا اس سے خارج یا مستثنیٰ ہو جیسے سب لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے، مگر رشید نے انکار کر دیا۔

میں اس کے لیے جان و مال سب کچھ دے سکتا ہوں، مگر آبرو نہیں دے سکتا۔

۲۔ دوسرا بیان پہلے بیان کو محدود کر دیتا ہے۔ جیسے:

وہ کہتا ہے سب کچھ ہے لیکن کرتا کچھ نہیں۔ وہ ساتھی تو ہے پر مصیبت کا ساتھی نہیں۔ دوست تو ہے مگر وقت پر کام نہیں آتا۔

۳۔ دوسرے بیان سے پہلے بیان کی توسیع اور ترقی ہوتی ہے۔ جیسے:

خوشامد سے دنیا ہی نہیں، بلکہ خدا خوش ہوتا ہے۔

اُس نے طوطا چشمی ہی نہیں کی بلکہ طرح طرح کی تکلیفیں بھی پہنچائیں۔

نظم میں پر کی بجائے پہ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا

کبھی سو بھی ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو وہ بھی نہ ہوا

کبھی محاورے میں اور بھی مگر کے معنی دیتا ہے۔ جیسے:

اتنا بڑا عہدہ دار اور ایسا تنگ دل

بعض اوقات مگر اور لیکن، گو اور اگرچہ کے جواب میں آتے ہیں جیسے:

اگرچہ وہ بڑا مالدار ہے مگر بہت خسیس ہے، گو وہ بہت بڑا عالم ہے مگر عقل پاس نہیں پھٹکی۔

۳۔ سببی جملے: مرکب سببی جملہ وہ ہے کہ جس کے ایک جزو میں دوسرے جزو کے سبب وجہ یا نتیجہ کا ذکر ہو۔

جو جملہ کہ علت یا سبب کو ظاہر کرتا ہے وہ عموماً کیونکہ، اس لیے، اس کے واسطے کر سے شروع ہوتا ہے۔ جیسے: "میں اُن کا ساتھ دوں گا۔ کیونکہ (یا اس لیے) یا اس واسطے کہ مصیبت کے وقت اُنھوں نے میرا ساتھ دیا۔

جو جملہ نتیجہ یا معلوم کو ظاہر کرتا ہے اس کے شروع میں اس لیے یا لہٰذا آتا ہے۔ جیسے:

اُس نے میرا کہا نہ مانا۔ اس لیے (یا لہٰذا) میں نے اُس سے قطع تعلق کر لیا۔

ایسے مرکب جملے میں جزو اول کے ساتھ عموماً کیونکہ استعمال ہوتا ہے جیسے کیونکہ وہ بہت سُست ہے اس لیے میں اُس سے ناخوش رہتا ہوں۔

سببی جملہ کو معلل بھی کہتے ہیں

۲۔ مؤلف جملہ

مؤلف جملہ کے متعلق پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اُس میں ایک جملہ تو اصل ہوتا ہے اور باقی ایک یا دو جملے ہوں وہ اصل جملہ کے تابع ہوتے ہیں۔

تابع جملے کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسمی (۲) وصفی (۳) تمیزی

۱۔ اسمی جملے سے ہماری مُراد ایسا جُملہ ہے جو بجائے خود ایک اسم کا کام دے اور پورے جملے کی ترکیب بجائے ایک اسم کے ہو۔ جیسے:

میں نے کہا کہ اب جاؤ۔

اس مثال میں "اب جاؤ" بجائے ایک اسم کے استعمال ہوا ہے۔

میں نے کیا کہا؟ جواب ہے "اب جاؤ"۔ یہ جملہ تابع اسمی ہے اور بطور ایک اسم کے آیا ہے۔ اور فعل "کہا" کا مفعول ہے۔

اسمی جملہ کی ابتدا عموماً حرف عطف "کہ" سے ہوتی ہے۔ جیسے:

۱۔ اُس نے کہا کہ میں بیمار ہوں۔ ۲۔ کون نہیں جانتا کہ میرا نام محمد علی ہے۔ ۳۔ وہاں وہ چہل پہل تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

کبھی کبھی اسمی جملوں کے قبل حرف "کہ" محذوف بھی ہوتا ہے، جیسے:

تم نے کہا جاؤ، اب نہ آنا۔ اُس نے کہا یہاں کیوں آئے ہو۔ میں جانتا تھا وہ نہیں آئے گا۔

کبھی تابع جملہ اصل جملے سے قبل بھی آجاتا ہے۔ جیسے:

"چلو مدراس! چلو مدراس!" ہر طرف سے یہی صدا آرہی ہے۔ "آگ لگی! آگ لگی!" وہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا۔

یہ عموماً ایسے موقع پر آتا ہے جہاں خاص طور پر تاکید مقصود ہوتی ہے۔ یا کسی بات کو نمایاں طور پر ظاہر کرنا ہوتا ہے نیز انشائیہ فقروں میں بھی ایسا واقع ہوتا ہے۔

وصفی جملہ۔ وہ ہے جو صفت کا کام دے، جیسے:

وہ کام جو آپ سے نہ ہو سکا میں کیونکر کرسکتا ہوں۔

یہ مؤلف جملہ ہے۔ اس میں "وہ کام میں کیونکر کرسکتا ہوں" اصل جملہ ہے اور "جو آپ سے نہ ہو سکا" جملہ تابع وصفی ہے جو کام سے متعلق ہے اور اس کی کیفیت بیان کرتا ہے۔

اُس نے انھیں طالب علموں کے نام پکارے جو کتاب میں درج تھے۔ اس مثال میں "اس نے انھیں طالب علموں کے نام پکارے" اصل جملہ ہے اور "جو کتاب میں درج تھے" جملہ تابع وصفی ہے جو بطور صفت کے آیا ہے۔ اور نام کی توصیف کرتا ہے۔

وصفی جملے کے ساتھ عموماً ضمیر موصول آتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

بعض اوقات بول چال کے فقروں اور نظم میں ضمیر موصول محذوف ہو جاتی ہے، جیسے "تم کروگے سو اچھا ہی کروگے (یعنی جو تم کروگے)۔ ذرا سو مرا۔ (جو ذرا)

تمیزی جملہ۔ وہ تابع جملہ ہے جو متعلق یا تمیز کا کام دے۔ یہ تابع جملہ بہ لحاظ وقت، مقام، طور، علت، یا شرط کے اصل جملہ سے متعلق ہوتا ہے۔

ایسا جملہ جو وقت (زمان) ظاہر کرتا ہے وہ تمیزی جملہ زمانی کہلاتا ہے۔ ایسے جملے اُن حروف یا الفاظ سے شروع ہوتے ہیں جو وقت یا زمان کے لیے آتے ہیں۔ جیسے:

جو، جب، جب سے، جب تک، جس وقت، جس دم وغیرہ۔

جس وقت وہ پہنچا میں سو رہا تھا۔

اس مثال میں "میں سو رہا تھا" اصل جملہ ہے اور "جس وقت وہ پہنچا" تمیزی جملہ زمانی ہے۔

جس دم اُس نے یہ سنا، فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔

اس مثال میں "فوراً اٹھ کھڑا ہوا" اصل جملہ ہے اور "جس دم اُس نے سنا" جملہ تمیزی زمانی ہے۔

اسی طرح بعض تمیزی جملے مقام ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے تمیزی جملے مکانی کہلاتے ہیں۔ جیسے:

"جہاں وہ جاتا ہے، وہیں تم جاتے ہو۔ جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے۔"

پہلی مثال میں "آ ہی تم جاتے ہو" اصل جملہ اور "جہاں وہ جاتا ہے" تمیزی جملہ مکانی ہے۔ دوسری مثال میں "اُدھر تو ہی تو ہے" اصل جملہ ہے اور "جدھر دیکھتا ہوں" تابع جملہ تمیزی مکانی ہے۔

تابع جملہ تمیزی مکانی کے ساتھ جہاں یا جدھر آتا ہے۔ یہ دونوں لفظ تمیزی ہیں اور مقام کو بتاتے ہیں اور ان کے جواب میں اصل جملے کے ساتھ وہاں یا اُدھر آتا ہے۔ جیسے:

جہاں تم ہو وہاں میں بھی ہوں، جدھر وہ جاتا ہے اُدھر میں بھی جاتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات جوابی وہاں یا اُدھر محذوف بھی ہوتے ہیں۔ جیسے:

جہاں سینگ سمائیں چلے جاؤ (یعنی ..... وہاں چلے جاؤ) جدھر جاؤ وہ موجود ہے (یعنی اُدھر وہ موجود ہے)۔

جملہ تمیزی طوری: وہ ہے جو طور و طریقہ ظاہر کرتا ہے۔ یہ بھی تابع جملہ ہوتا ہے اور بجائے تمیز یا متعلق فعل کے آتا ہے۔ جیسے:

جوں ہی وہ دروازہ سے نکلا، میں پہنچا۔

اس مثال میں "میں پہنچا" اصل جملہ ہے اور "جوں ہی وہ دروازے سے نکلا" تابع ہے۔ اور جملہ تمیزی طوری ہے۔ کیونکہ اس کے جانے کا ڈھنگ معلوم ہوتا ہے۔ دوسری مثالیں یہ ہیں جیسا کہو میں کرنے کو تیار ہوں، جیسے بنے انھیں ساتھ لے آؤ۔

ان مثالوں میں جیسا کہو اور جیسے بنے دونوں تمیزی طوری جملے ہیں کیونکہ ان سے کام کا ڈھنگ یا طور طریقہ معلوم ہوتا ہے اور اصل جملوں کے تابع ہیں۔

بعض اوقات اس قسم کے تمیزی جملوں کے ساتھ جوں جوں اور جیسے جیسے کے لفظ بھی آتے ہیں۔ جیسے: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

جیسے جیسے وہ قریب آتا جاتا تھا، میں دور ہٹتا جاتا تھا۔

تمیزی جملہ شرطیہ وہ ہے جس میں شرط پائی جائے اور بطور تمیز کے استعمال ہوا ہو۔ شرط میں لازم ہے کہ ایک جملہ دوسرے کا تابع ہو۔ جیسے: اگر وہ نہ آیا تو میں نہیں جاؤں گا۔

اس مثال میں "میں نہیں جاؤں گا" اصل جملہ ہے اور "اگر وہ نہ آیا" بطور تابع تمیزی جملہ کے آیا ہے جس میں شرط پائی جاتی ہے اس لیے اسے تمیزی جملہ شرطیہ کہتے ہیں۔

تمیزی جملہ شرطیہ کے شروع میں جو، جب یا اگر آتا ہے، اور اس کے جواب میں اصل جملہ کے شروع میں تو آتا ہے۔ جو، جب اور اگر حروف شرط کہلاتے ہیں اور تو حرف جزا۔ مثالیں:

جو حال یہ ہے تو خدا ہی حافظ ہے، جب تم ہی نہیں گئے تو میں کیوں جاتا۔

تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اگر وہ نہ آیا تو تم کیا کروگے

بعض اوقات (خصوصاً نظم میں) تو محذوف بھی ہو جاتا ہے۔ جیسے، تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا (یعنی تو تجھے ولی سمجھے .....)

اسی طرح حرف شرط بھی محذوف ہو جاتا ہے۔ جیسے:۔

وہ نہیں آتا تو تمھیں چلے چلو (یعنی اگر وہ نہیں آتا)

جملہ تمیزی سببی، یعنی وہ جملہ جو بطور تمیز کے واقع ہوا ہو اور سبب یا علت ظاہر کرے۔ ایسے جملوں کے شروع میں اس لیے کہ یا کیونکہ آتا ہے۔ جیسے:

وہ سخت پریشان ہے، کیونکہ (اس لیے کہ) اس کا بیٹا بیمار ہے۔

اس مثال میں "وہ سخت پریشان ہے" اصل جملہ ہے اور دوسرا جملہ جو اس کا سبب ظاہر کرتا ہے تابع جملہ تمیزی سببی ہے۔

جملے کی تقسیم

(معنوی لحاظ سے)

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ معنوی لحاظ سے جملے کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ خبریہ ۲۔ انشائیہ

جملہ خبریہ

جملۂ خبریہ وہ ہے جو کسی واقعہ یا حالت کی خبر دے۔

مثالیں

وہ آگیا ہے، میں کل سے تمھارا انتظار کر رہا ہوں۔
احمد بیمار ہے وہ اگلے مہینے انگلستان چلا جائے گا۔
میں نے دو مہینے کی رخصت لی ہے۔ میں آج کل نقشہ کشی کی مشق کر رہا ہوں۔
وہ شخص جس کا تمھیں انتظار تھا آج ہی میرے پاس آیا تھا۔

جملہ انشائیہ

جملۂ انشائیہ وہ ہے جو قائل کے دلی منشا یا جذبات کو ظاہر کرتا ہے اس میں امر (یعنی حکم) استفہام نیز تمام فجائیہ صورتیں آجاتی ہیں۔

مثالیں

تم کل یہاں نہ آنا۔
کیا تم اب تک نہیں گئے؟
سبحان اللہ! کیا اچھا سماں ہے۔ میری کتاب کیا ہوئی؟
جب کبھی آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی کو ساتھ لانا۔ آہا آپ آگئے۔
مہربانی کرکے آپ آج ہی ان سے ملیے اور جو طے پائے اس سے مجھے فوراً مطلع کیجئے۔ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
ہر جملہ خواہ وہ مفرد ہو یا مرکب، مطلق ہو یا ملتف، یا تو وہ خبریہ ہوگا یا انشائیہ۔

خبریہ جملے میں صرف کسی واقعہ یا حالت کی اطلاع ہوتی ہے۔ جو اطلاع ہمیں اس کے ذریعے سے ہوتی ہے ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو یا غلط۔ مثلاً جب ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ "چلا گیا" تو اس میں دونوں امکان ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ چلا گیا ہو یا نہ گیا ہو۔ بہرحال ایسی خبروں میں شبہ کی گنجائش ہوتی ہے اور ان کے صحیح یا غلط ہونے کا امکان باقی رہتا ہے۔ اس قسم کے جتنے جملے ہوتے ہیں وہ خبریہ کہلاتے ہیں۔

لیکن جب ہم یہ کہتے ہیں "ہائے میں کیا کروں" تو ان میں غلط یا صحیح ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ صرف ایک شخص کا دلی جذبہ ہے۔ کوئی خبر یا اطلاع نہیں۔ اس لیے اس قسم کے جملوں کو انشائیہ کہتے ہیں۔

* * *

جملوں کی نحوی ترکیب

تصریف میں جملے کا تجزیہ کیا گیا تھا یعنی جملے کے ہر لفظ کو لے کر یہ بیان کیا گیا تھا کہ یہ کونسا جزوِ کلام ہے۔ اس کی جنس، تعداد، حالت کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نحوی ترکیب میں جملے کے اجزا اور جملے کی نوعیت سے بحث ہوگی۔

تصریف اور ترکیب میں یہ فرق ہے کہ تصریف میں الگ الگ ہر لفظ سے بحث کی جاتی ہے اور ترکیب میں جملے اور اجزائے جملہ سے۔

تصریف میں ہمارا مقصود لفظ ہوتا ہے اور ترکیب میں جملہ۔

ترکیب میں ہمیں یہ بتانا پڑتا ہے کہ جملے کے اجزا کون کون سے ہیں۔ اور کس قسم کے ہیں اور یہ سب اجزا مل کر کس قسم کا جملہ بناتے ہیں۔

ترکیب کی مثالیں

(۱) صادق کھڑا ہے

یہ جملہ صورت کے لحاظ سے مفرد ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مبتدا اور ایک خبر ہے اور معنوی لحاظ سے یہ جملہ خبریہ ہے کیونکہ اس میں ایک واقعہ کی خبر یا اطلاع دی گئی ہے۔ اس جملے میں دو جز ہیں۔ ایک مبتدا اور ایک خبر۔ صادق مبتدا ہے اور "کھڑا ہے" خبر یہ دونوں مل کر ایک مفرد جملہ خبریہ بناتے ہیں۔ تاکہ جملے کی پوری صورت اور کیفیت ایک نظر میں سامنے آجائے۔ اسے اس طرح لکھتے ہیں۔

صادق	مبتدا	جملہ مفرد خبریہ
کھڑا ہے	خبر	

۲۔ آپ کہاں سے آئے ہیں ؟

آپ	مبتدا	
آئے ہیں	خبر	جملۂ مفرد انشائیہ
کہاں سے	توسیع خبر	

۳۔ آپ کا نوکر ابھی تک نہیں آیا

نوکر	مبتدا	
آپ کا	توسیع مبتدا	جملہ مفرد خبریہ
نہیں آیا	خبر	
ابھی تک	توسیع خبر	

یہ ترکیب مفرد جملوں کی تھی۔

مرکب جملوں میں ہمیں ہر جملے کی نوعیت بتانی پڑے گی اور اس کے بعد یہ بتانا پڑے گا کہ یہ سب جملے مل کر کس قسم کا پورا جملہ بناتے ہیں۔

مرکب جملوں کی ترکیب ذیل کی مثالوں سے معلوم ہوگی۔

۱۔ احمد نے کہا کہ میں مصروف ہوں

احمد (نے)	مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ	جملہ مرکب عطفی خبریہ
کہا	خبر	اصل	
کہ		حرف عطف بیانیہ	
میں	مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ	
مصروف ہوں	خبر	تابع	

۳۔ چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

لفظ		جملہ	
تم	مبتدا	جملۂ مفرد انشائیہ	جملۂ مرکب متفق تمیزی انشائیہ
چلو	خبر	اصل	
اُدھر کو	توسیعِ خبر		
ہوا	مبتدا	جملۂ مفرد تمیزی	
ہو	خبر	تابع	
جدھر کی	توسیعِ خبر		

۲۔ وہ آیا بھی اور چلا بھی گیا

لفظ		جملہ	
وہ	مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ	جملۂ مرکب عطفی
آیا	خبر	ہم رتبہ	
بھی	توسیعِ خبر		
اور		حرفِ عطف وصل	
وہ (محذوف)	مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ	
چلا گیا	خبر	ہم رتبہ	
بھی	توسیعِ خبر		

۴۔ وہ نوکر جس کی آپ تعریف کرتے تھے آج انتقال کر گیا

اس جملے کے دو حصے ہیں۔

(۱) وہ نوکر آج انتقال کر گیا (اصل جملہ) (۲) جس کی آپ تعریف کرتے تھے (تابع وصفی جملہ)

لفظ		جملہ	
نوکر	مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ	جملۂ مرکب ضمنی خبریہ
وہ	توسیعِ مبتدا	اصل	
انتقال کر گیا	خبر		
آج	توسیعِ خبر		
آپ	مبتدا	جملۂ مفرد وصفی تابع	
تعریف کرتے تھے	خبر		
جس کی (متعلق بہ تعریف)	توسیعِ خبر		

۵۔ آپ ابھی نہ جائیں اور چند منٹ میرا انتظار کریں

لفظ		جملہ	
آپ	مبتدا	جملۂ مفرد انشائیہ	جملۂ مرکب عطفی وصلی انشائیہ
نہ جائیں	خبر		
ابھی	توسیعِ خبر		
اور		حرفِ عطف وصل	
آپ (محذوف)	مبتدا	جملۂ مفرد انشائیہ	
کریں	خبر		
میرا انتظار	توسیعِ خبر		
چند منٹ	توسیعِ خبر		

۶۔ وہ بہت ذہین ہے، مگر بہت سست ہے

لفظ		جملہ	
وہ	مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ	جملۂ مرکب عطفی استدراکی خبریہ
بہت ذہین	توسیعِ مبتدا		
ہے	خبر		
مگر		حرفِ استدراک	
وہ (محذوف)	مبتدا	جملۂ مفرد استدراکی	
بہت سست	توسیعِ مبتدا		
ہے	خبر		

★

انتقال کر گیا	خبر	جملۂ مفرد خبریہ
آن	توسیع خبر	اصل
آپ	مبتدا	
تعریف کرتے تھے	خبر	جملۂ مفرد وصفی تابع
جن کی (متعلق بہ تعریف)	توسیع خبر	

۵. آپ ابھی نہ جائیں اور چند منٹ میرا انتظار کریں

آپ	مبتدا	
نہ جائیں	خبر	جملۂ مفرد انشائیہ
ابھی	توسیع خبر	
اور		حرف عطف وصل
آپ (محذوف)	مبتدا	
کریں	خبر	جملۂ مفرد انشائیہ
میرا انتظار	توسیع خبر	
چند منٹ	توسیع خبر	

۶. وہ بہت ذہین ہے، مگر بہت سست ہے

وہ	مبتدا	
بہت ذہین	توسیع مبتدا	جملۂ مفرد خبریہ
ہے	خبر	
مگر		حرف استدراک
وہ (محذوف)	مبتدا	
بہت سست	توسیع مبتدا	جملۂ مفرد استدراکی
ہے	خبر	

★